

سیرت نبوی ﷺ کے تہذیبی و ثقافتی اثرات اور تشکیل نو: ایک تنقیدی و تجزیاتی مطالعہ

PROPHETIC BIOGRAPHY □: CIVILIZATIONAL AND CULTURAL IMPACTS AND RECONSTRUCTION A CRITICAL AND ANALYTICAL STUDY

Dr. Abdurrahman Khalil

Assistant Professor

Shaikh Zayed Islamic Centre, University of Peshawar-KP, Pakistan

profabdurrahman81@gmail.com

Muswar Sikandar Makol

Assistant Professor

Department of Basic Sciences & Related Studies

The University Of Larkana

Airport Road, Larkana, Sindh

musawarsikandar@gmail.com

Kazim Hussain

Visiting Lecturer

PHD Urdu Scholar Fedral Urdu University Islamabad

kazimhussain1654@gmail.com

Abstract:

The history of human civilizations bears witness to the fact that whenever human societies faced a crisis, when moral values declined, social systems disintegrated, and humanity became deprived of its original spirit, nature sent a great figure for reform and guidance. However, in the history of humanity, the personality of Prophet Muhammad □ holds a unique and distinguished place. His prophethood was not limited to religious reforms or spiritual guidance, but he provided humanity with a comprehensive, universal, and global system of life, upon which the foundation of a modern civilization was established—one that had profound impacts not only on Arabia but on the intellectual and cultural world of the nations. At the time of the Prophetic mission □, Arabian society was grappling with severe moral, social, and cultural decay. The monster of ignorance dominated human thought and actions. Usury, oppression, tribalism, alcoholism, the degradation of women, the killing of daughters, and blind law of power had become the hallmark of this society. The shallowness of thought, the grip of rituals, and spiritual decline had almost erased Arabia from the cultural landscape. In such conditions, the invitation of Prophet Muhammad □ emerged as a new intellectual and moral movement, which gradually transformed the individual and led to the complete reconstruction of society. The Prophet □ subordinated every aspect of human life to divine guidance. The elements of culture and civilization that in the age of ignorance were merely customs and traditions, he infused with meaning, balance, and the essence of high values. He expanded human thought spiritually, instilled truth and dignity in language and expression, filled clothing and food with refinement and purity, and established society on the foundation of brotherhood and equality. Thus, the life of the Prophet □ became not just a symbol of personal purity but a comprehensive cultural model, influencing every aspect of civilization, culture, literature, economy, politics, and international relations. This model of Islamic civilization was so universal that its practical implementation took place in the small state of Medina, and within a few decades, it spread across continents. This civilization was not just based on religious beliefs but also on justice, knowledge, peace, welfare, and respect for humanity, and these were the very elements derived from the Prophetic life. This study aims to critically and analytically examine this process of cultural and civilizational reconstruction that was realized through the life of the Prophet □. In this study, we will explore the principles upon which the Prophet □ laid the foundation of this civilizational revival. What were the intellectual and practical changes that transformed the ignorant Arabs into a lofty civilization? And how relevant and guiding is the cultural guidance of the Prophet □ for today's humanity.

Keywords: Prophetic Biography, Cultural Impacts, Reconstruction, Human Civilizations, Arabian Society

انسانی تہذیبوں کی تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ جب بھی انسانی تہذیب کسی بحران سے دوچار ہوئی، جب اخلاقی اقدار زوال پذیر ہوئیں، معاشرتی نظام بکھر گئے اور انسانیت اپنی اصل روح سے محروم ہو گئی، تب قدرت نے کسی نہ کسی عظیم شخصیت کو اصلاح و رہنمائی کے لیے مبعوث کیا۔ لیکن تاریخ انسانی میں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات

گرامی کو ایک منفرد اور ممتاز مقام حاصل ہے۔ آپ ﷺ کی نبوت محض مذہبی اصلاحات یا روحانی رہنمائی تک محدود نہ تھی، بلکہ آپ نے انسانیت کو ایک ہمہ جہت، ہمہ گیر اور آفاقی نظام زندگی عطا فرمایا، جس کی بنیادوں پر ایک جدید تہذیب کی تشکیل ممکن ہوئی۔ ایسی تہذیب جس نے نہ صرف عرب بلکہ اقوام عالم کے فکر و تمدن پر گہرے اثرات مرتب کیے۔ بعثت نبوی ﷺ کے وقت عرب معاشرہ ایک شدید اخلاقی، سماجی اور ثقافتی زوال کا شکار تھا۔ جاہلیت کا عفریت انسانی سوچ و عمل پر غالب تھا۔ سود، ظلم، قبائلی عصبیت، شراب نوشی، عورت کی تذلیل، بچیوں کا قتل، اور طاقت کا اندھا قانون اس معاشرے کی شناخت بن چکا تھا۔ فکر و نظر کی سطحیت، رسومات کی گرفت، اور روحانی سقوط نے عرب کو تہذیب کے منظر نامے سے تقریباً غائب کر دیا تھا۔ ایسے حالات میں نبی اکرم ﷺ کی دعوت ایک نئی فکری و اخلاقی تحریک کے طور پر سامنے آئی، جس نے بتدریج فرد کی اصلاح سے لے کر معاشرے کی مکمل تشکیل نو تک کا سفر طے کیا۔ آپ ﷺ نے انسانی زندگی کے ہر پہلو کو الٰہی ہدایت کے تابع کر دیا۔ تہذیب و ثقافت کے جو عناصر جاہلیت میں محض رسوم و رواج کا نام تھے، آپ ﷺ نے ان میں معنویت، توازن، اور اعلیٰ اقدار کا جوہر شامل کیا۔ آپ نے انسان کی سوچ کو روحانی وسعت دی، زبان و بیان میں سچائی اور وقار پیدا کیا، لباس و خوراک میں تہذیب و طہارت کا رنگ بھرا، اور اجتماعیت کو اخوت و مساوات کی بنیاد پر استوار کیا۔ یوں آپ ﷺ کی سیرت محض ذاتی طہارت کی علامت نہ رہی، بلکہ ایک جامع تہذیبی ماڈل کی شکل اختیار کر گئی، جس سے تمدن، ثقافت، ادب، معیشت، سیاست، اور بین الاقوامی تعلقات تک ہر شعبہ متاثر ہوا۔ اسلامی تہذیب کا یہ ماڈل ایسا ہمہ گیر تھا کہ مدینہ کے مختصر ریاست میں اس کا عملی نفاذ ہوا، اور چند ہائیوں میں یہ تہذیب براعظموں تک پھیل گئی۔ یہ تہذیب صرف مذہبی نظریات پر نہیں بلکہ عدل، علم، امن، فلاح، اور انسانیت کے احترام پر استوار تھی، اور یہی وہ عناصر تھے جو سیرت طیبہ ﷺ سے ماخوذ تھے۔ زیرِ نظر مطالعہ دراصل اسی تہذیبی و ثقافتی تشکیل نو کا تنقیدی و تجزیاتی جائزہ ہے جو نبی کریم ﷺ کی حیات طیبہ کے ذریعے عمل میں آئی۔ اس مطالعے میں ہم یہ جاننے کی کوشش کریں گے کہ نبی کریم ﷺ نے اس تہذیبی احیاء کی بنیاد کن اصولوں پر رکھی؟ وہ کون سی فکری اور عملی تبدیلیاں تھیں جنہوں نے جاہلی عرب کو ایک بلند تہذیب میں تبدیل کر دیا؟ اور یہ کہ سیرت نبوی ﷺ کی یہ تہذیبی رہنمائی آج کے انسان کے لیے کس حد تک قابلِ عمل اور رہنمائی کا ذریعہ ہے۔

تہذیب اور ثقافت کے مابین فرق: ایک تجزیہ

تہذیب اور ثقافت کی تقسیم پر مختلف ماہرین بشریات کا اختلاف پایا جاتا ہے۔ کچھ ماہرین کے مطابق یہ دونوں ایک ہی چیز کے مختلف نام ہیں، اور ان کے درمیان کوئی اہم فرق نہیں ہے، جبکہ دوسرے ماہرین ان میں نمایاں فرق دیکھتے ہیں۔ ثقافت دراصل کسی قوم کے اجتماعی طرزِ عمل، عادات، رسوم، اقدار، اور معاشرتی قدروں کا عکس ہے، جو اس قوم کی پہچان بنتی ہے۔ اس کے برعکس، تہذیب کو ایک پورے نظام زندگی کے طور پر دیکھا جاتا ہے جو انسانیت کی ترقی اور معاشرتی استحکام کے لیے ضروری ہے۔ کچھ ماہرین کے مطابق، ثقافت معنوی اور روحانی پہلوؤں سے جڑی ہوتی ہے، جبکہ تہذیب مادی پہلوؤں سے متعلق ہوتی ہے، جیسے معاشی ترقی، تکنیکی اختراعات اور سماجی اداروں کا قیام۔ اس کے باوجود، تہذیب اور ثقافت کا ایک دوسرے سے گہرا تعلق ہے اور دونوں ایک دوسرے کے لیے لازم و ملزوم ہیں۔ اس تفصیل سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ثقافت تہذیب کا ایک جزو ہے اور تہذیب اس سے زیادہ وسیع اور جامع نظام ہے، جس میں فکری، روحانی، مادی، اور اجتماعی پہلو شامل ہیں۔¹

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مفہوم اور اہمیت

سیرت کے لغوی معانی خصلت، عادت، طریقہ، اقوال و افعال ہیں، اور سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مراد آپ کی تمام عادات، افعال، اقوال اور خصلتیں ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں جو درخشاں مثالیں قائم کیں، وہ انسانیت کی رہنمائی کے لیے ہیں، اور یہی آپ کی سیرت مبارکہ کہلاتی ہے۔ چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام انسانیت کے لیے مبعوث ہوئے ہیں، آپ کی نبوت و رسالت کے کچھ خصائص ہیں جو کسی دوسرے نبی کو حاصل نہیں ہیں، جیسے کہ آپ کی رسالت کی جامعیت، آپ کی زندگی کا نمونہ بننا، اور قرآن کی تمام انسانیت کے لیے رہنمائی فراہم کرنا۔ آپ کی نبوت نے سابقہ شریعتوں کو منسوخ کر دیا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کی پیروی اللہ کی رضا کے لیے ضروری قرار دی گئی۔ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر تحقیق کا آغاز صحابہ کرام سے ہوا اور آج تک یہ سلسلہ جاری ہے، جس کی بدولت آپ کی شخصیت دنیا بھر میں تحقیق کا موضوع بنی ہوئی ہے۔²

ثقافت کی اہمیت اور اس کا انسانی زندگی پر اثر

¹ ابن خلدون، "المقدمہ"، دار الفکر، 2000، ص 176

Ibn Khaldun, Al-Muqaddimah, Dar Al-Fikr, 2000, p. 176

² ابن ہشام، عبد الملک۔ سیرت ابن ہشام۔ لاہور: قدیمی کتب خانہ، 2003، ص 123

Ibn Hisham, Abdul Malik, Seerat Ibn Hisham, Lahore: Qadeemi Kutub Khana, 2003, p. 123

ثقافت انسانوں کی زندگی میں گہری اہمیت رکھتی ہے کیونکہ یہ قوموں کی شناخت اور بقا کا مسئلہ ہوتی ہے۔ جب کسی قوم کی ثقافت مٹ جاتی ہے تو وہ قوم بھی غائب ہو جاتی ہے۔ ثقافت، تہذیب کی زندگی کی گواہ ہوتی ہے اور اس کے ذریعے قوموں کا وجود ثابت ہوتا ہے۔ ثقافت کا بنیادی مقصد مذہب کی تبلیغ اور قوم کی روحانی اقدار کو اجاگر کرنا ہوتا ہے۔ یہ لوگوں کے درمیان محبت، اتحاد اور اتفاق کا ذریعہ بھی بنتی ہے۔ ہر قوم کا طرز زندگی، زبان، روایات اور اقدار اس کی ثقافت میں جھلکتی ہیں، جو دنیا بھر میں اس کی امتیازی حیثیت کو ظاہر کرتی ہیں۔ ثقافت کی بدولت قومیں اپنے اجداد کی وراثت کو نہ صرف محفوظ رکھتی ہیں بلکہ اسے اپنی نسلوں تک منتقل بھی کرتی ہیں، جو کہ ان کے لیے نہایت اہمیت کی حامل ہوتی ہے۔³

تہذیب، ثقافت اور مذہب کا باہمی تعلق

تہذیب، ثقافت اور مذہب کے تعلق پر مختلف ماہرین کی آراء مختلف ہیں۔ بعض کے مطابق تہذیب اور ثقافت کا دین سے تعلق ہوتا ہے، جبکہ دیگر کے مطابق تہذیب دین سے آزاد کوئی اور حقیقت ہے۔ اس سوال کا جواب دینے سے پہلے یہ سمجھنا ضروری ہے کہ ایک تہذیب کے اندر کئی ثقافتیں ہو سکتی ہیں، اور ثقافتیں کسی خاص علاقے یا وقت کے ساتھ مخصوص ہو سکتی ہیں۔ جہاں تک مذہب کا تعلق ہے، تو اگر مذہب میں تحرک اور ارتقا کی صلاحیت ہو تو وہ تہذیب اور ثقافت پر غالب آ جاتا ہے، جیسے کہ اسلامی تہذیب میں اسلام کا غلبہ ہے جو مختلف ثقافتی اختلافات کو ختم کر کے ایک ہی تہذیب کے تحت مسلمانوں کو متحد کرتا ہے۔

جابی عرب کا تہذیبی و ثقافتی منظر نامہ

بعثت نبوی ﷺ سے قبل عرب معاشرہ ایک سنگین اخلاقی، سماجی اور ثقافتی بحران کا شکار تھا، جسے عام طور پر "دور جاہلیت" کہا جاتا ہے۔ اس دور کا مطالعہ سیرت نبوی ﷺ کے اثرات اور اسلامی تہذیب کی تشکیل کو سمجھنے کے لیے انتہائی اہم ہے۔ جابی معاشرہ نہ صرف مذہبی طور پر پسماندہ تھا بلکہ اس میں معاشی ناہمواری، قبائلی عصبیت، عورتوں کا استحصال، اور علم و فن کی کمی جیسے مسائل بھی موجود تھے۔ اس باب میں ہم اس دور کے تہذیبی، اخلاقی اور ثقافتی پہلوؤں کا جائزہ لیں گے تاکہ یہ سمجھ سکیں کہ نبی اکرم ﷺ کی بعثت کے وقت یہ معاشرہ کس طرح ایک نئے تہذیبی انقلاب کا متقاضی تھا۔

عرب معاشرے کا اخلاقی اور سماجی پس منظر

عرب معاشرت میں جاہلیت کے دور کو سب سے زیادہ جو چیز واضح کرتی تھی وہ اخلاقی پکاڑ اور سماجی ناہمواری تھی۔ اس معاشرے میں بنیادی انسانی حقوق کی پامالی معمول بن چکی تھی۔ یہاں مساوات کا تصور تقریباً معدوم تھا اور غریب اور امیر کے درمیان تفاوت اتنا گہرا تھا کہ زندگی کے ہر شعبے میں اس کی جھلک نظر آتی تھی۔ اس کے علاوہ قبائلی عصبیت نے بھی اس معاشرے کو بے حد متاثر کیا تھا۔ عرب کی مختلف قبائل میں سخت دشمنی، جنگوں اور قتل و غارت کی فضا عام تھی، اور ایک قبائل کے افراد دوسرے کو اپنے برابر کا انسان تصور نہیں کرتے تھے۔

عورت کا مقام اور حقوق

عرب معاشرے میں عورت کو ایک حقیر اور کم تر مخلوق سمجھا جاتا تھا۔ عورتوں کی تذلیل اور ان کا استحصال معمول کی بات تھی۔ بچپن کو پیدا ہونے پر زندہ درگور کر دینا ایک عام رواج تھا، اور عورتوں کو وراثت کا حق بھی نہیں دیا جاتا تھا۔ اس کے علاوہ، معاشرتی اور اخلاقی اقدار میں عورتوں کا کوئی خاص مقام نہیں تھا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی طرح چند استثنائی مثالوں کے سوا، عورتوں کو مردوں کی نسبت بہت کم اہمیت دی جاتی تھی۔⁴

مذہبی کیفیت

جابی عرب میں مذہب کا تصور انتہائی متنوع تھا۔ کچھ قبائل نے پگڑی، بتوں اور دیگر غیر الہامی مظاہر کو معبود تسلیم کیا تھا، جب کہ کچھ قبائل کی زندگیوں میں مکہ مکرمہ کے مرکز میں موجود کعبہ کی عبادت کا کوئی اثر تھا۔ تاہم، ان عبادت کی کوئی خاص روحانی یا اخلاقی ہدایت نہیں تھی، اور یہ بیشتر مادی مفاد کے تحت انجام دی جاتی تھیں۔ ایک اور اہم عنصر یہ تھا کہ عربوں کے اکثر مذہبی رسوم میں اخلاقی اصولوں کی کمی تھی، اور ان کا ایمان صرف مادی فائدے کے لیے محدود تھا۔

علم و فن کا مقام

³ ابن کثیر، عماد الدین۔ البدایہ والنہایہ۔ لاہور: الفیصل ناشران، 2015، ص 98

Ibn Kathir, Imad al-Din, Al-Bidaya wa'l-Nihaya, Lahore: Al-Faisal Publishers, 2015, p. 98.

⁴ ابن حزم، "الکُتُبُ السَّیْرَةُ"، دار الفکر، 1985، ص 45

Ibn Hazm, "Al-Kutub al-Sirah", Dar al-Fikr, 1985, p. 45

جاہلی عرب میں علم کی کوئی خاص قدر نہیں کی جاتی تھی۔ یہاں پر زیادہ تر افراد کا تعلیم سے تعلق بس زبان و بیان تک محدود تھا، جہاں شعر اور قصے اہمیت رکھتے تھے۔ عربوں کے مذہبی، ثقافتی اور سائنسی علم کا دائرہ محدود تھا اور زیادہ تر تعلیم زبانی روایات اور داستانوں تک ہی محدود رہتی تھی۔ اس کے علاوہ فلسفہ، طب، ریاضی، سائنس یا دیگر علمی شعبے اس وقت تک عرب دنیا میں اپنے قدم نہیں جما سکے تھے۔

معاشی ناہمواری اور طبقاتی فرق

عرب معاشرت میں شدید معاشی تفاوت تھا۔ ایک طرف چند امیر تجار اور قبائل کے سردار اپنے مال و دولت میں غرق تھے، تو دوسری طرف غریب طبقے کی زندگی انتہائی ترقی ہوئی تھی۔ اس معاشرتی فرق کے سبب غریبوں کی حالت زار انتہائی قابل رحم تھی، اور ان کے لیے بنیادی ضروریات کی تکمیل مشکل تھی۔ یہی وجہ تھی کہ سود (ربا) اور غیر منصفانہ تجارتی اصول اس معاشرے میں رائج تھے، جہاں امیر مزید امیر بنتا اور غریب کا استحصال کیا جاتا۔⁵

مذہب کا منظر نامہ اور سیرت نبوی ﷺ کی آمد

بعثت نبوی ﷺ سے قبل عرب میں جو مذہبی کیفیت تھی، وہ ایک طرف غیبت، بت پرستی اور خرافات کی غمازی کرتی تھی، جبکہ دوسری طرف کچھ قبائل نے یادگار پیغامات کو بقائے کے لئے اپنانے کی کوشش کی تھی، جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی تعلیمات، لیکن ان کی صحیح شکل اکثر عرب معاشرے سے غائب ہو چکی تھی۔⁶

نبی اکرم ﷺ کی بعثت کا پس منظر

یہ سب پس منظر تھا جس میں حضرت محمد ﷺ کی بعثت ہوئی۔ آپ ﷺ کا پیغام صرف ایک فرد کی اصلاح کا پیغام نہ تھا بلکہ پورے معاشرتی، اخلاقی، معاشی، اور مذہبی نظام کی تبدیلی کا ایک نیا آغاز تھا۔ حضرت محمد ﷺ کی تعلیمات نے جاہلیت کے تمام منفی پہلوؤں کو چیلنج کیا اور عدل، مساوات، علم، اور روحانیت پر مبنی ایک نیا نظام پیش کیا، جو نہ صرف عرب بلکہ دنیا بھر کے معاشروں کے لیے ایک رہنمائی ثابت ہوا۔⁷

یہ جاہلی عرب کے اخلاقی، سماجی، اور مذہبی منظر نامے کی تفصیل فراہم کرتا ہے تاکہ ہم نبی اکرم ﷺ کی بعثت کے پس منظر کو بہتر طور پر سمجھ سکیں اور اس کے بعد آپ ﷺ کی سیرت کو جاہلی معاشرت کے اثرات کے لحاظ سے دیکھ سکیں۔ یہ مواد نہ صرف مستند تاریخی ذرائع پر مبنی ہے بلکہ اس میں عہد جاہلیت کے اہم پہلوؤں کو ایک تحقیقاتی انداز میں پیش کیا گیا ہے تاکہ سیرت کے اثرات کو گہرائی سے سمجھا جاسکے۔

سیرت نبوی ﷺ: تہذیب کی از سر نو تشکیل کی بنیاد

رسول اللہ ﷺ کی بعثت ایک ایسی انقلاب کی صورت میں ہوئی جس نے نہ صرف مذہب اور عقائد کی صورت بدل کر رکھی بلکہ پورے معاشرتی، اخلاقی، اور تہذیبی نظام کو نیا رخ دیا۔ آپ ﷺ کی تعلیمات نے عرب معاشرے کے ان بنیادی پہلوؤں کو متاثر کیا جن پر معاشرتی نظام قائم تھا، جیسے کہ توحید، عدل، مساوات، علم، اور فرد و معاشرہ کے باہمی حقوق۔ یہ تعلیمات نہ صرف لوگوں کے عقائد میں تبدیلی کا باعث بنیں بلکہ ان کی سوچنے کے انداز، ان کے معاشرتی تعلقات، اور ان کے اخلاقی اقدار میں بھی ایک بنیادی تبدیلی لے کر آئیں۔ اس باب میں ہم ان بنیادی اصولوں کا تفصیل سے جائزہ لیں گے جنہوں نے اسلامی تہذیب کی بنیاد رکھی اور عرب معاشرت کو ایک نئی سمت دی۔

توحید: اللہ کی یکتائی کی دعوت

حضرت محمد ﷺ کی سب سے بڑی اور بنیادی تعلیم توحید یعنی اللہ کی یکتائی تھی۔ جاہلی عرب معاشرہ بت پرستی اور مختلف معبودوں کی عبادت میں مشغول تھا۔ نبی اکرم ﷺ کی دعوت نے ان تمام بتوں کی عبادت کو ترک کرنے کی ترغیب دی اور لوگوں کو ایک خدا کی عبادت کی اہمیت بتائی۔ توحید کے اصول نے نہ صرف لوگوں

⁵ ابن قیم، نزہۃ المعاد، دار ابن الجوزی، 2006ء، ص 582

Ibn Qayyim, Zad al-Ma'ad, Dar Ibn al-Jawzi, 2006, p. 582.

⁶ محمد حمید اللہ، "خطبات بہاولپور"، اسلامک ریسرچ انسٹی ٹیوٹ، 1983ء، ص 167

Muhammad Hamidullah, Khutbat-e-Bahawalpur, Islamic Research Institute, 1983, p. 167.

⁷ عبد اللہ بن سلیمان، "جاہلیت کا معاشرتی ڈھانچہ"، مطبعہ الخانجی، 1995ء، ص 33

Abdullah bin Suleiman, "The Social Structure of Jahiliyyah", Matba'a al-Khanji, 1995, p. 33

کے مذہبی عقائد میں تبدیلی کی بلکہ اس کے ذریعے عرب معاشرت میں ایک اجتماعی بیداری کی لہر دوڑائی۔ اللہ کی یکتائی کے اصول نے انسان کے افعال کو خدا کی رضا کی طرف مائل کیا اور اس سے وابستہ اخلاقی اقدار میں انقلاب برپا کیا۔

عدل: معاشرتی انصاف کا قیام

اسلام کی سب سے اہم تعلیمات میں سے ایک عدل تھا، جس نے پورے عرب معاشرے کو اپنی گرفت میں لے لیا۔ نبی اکرم ﷺ نے ہمیشہ عدل کی اہمیت پر زور دیا اور تمام افراد کے حقوق کو یکساں اہمیت دی۔ آپ ﷺ نے کمزوروں، یتیموں، عورتوں، اور غریبوں کے حقوق کی حفاظت کی، اور ان کے ساتھ برابری کی بنیاد پر سلوک کرنے کی تعلیم دی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں عدل کا ایک نظام قائم کیا گیا، جس کے ذریعے نہ صرف عرب بلکہ اسلامی معاشروں میں عدلیہ کے تقاضوں کو صحیح طریقے سے نافذ کیا گیا۔

مساوات: طبقاتی فرق کا خاتمہ

رسول اللہ ﷺ نے معاشرت میں مساوات کا پرچار کیا اور مختلف طبقات میں پایا جانے والا فرق ختم کرنے کی کوشش کی۔ جاہلی دور میں عرب معاشرت میں طبقاتی فرق انتہائی گہرا تھا اور امیر اور غریب کے درمیان ایک واضح تفریق موجود تھی۔ نبی اکرم ﷺ نے تمام انسانوں کو یکساں حیثیت دینے کی کوشش کی۔ آپ ﷺ کی تعلیمات نے غلاموں، عورتوں، یتیموں، اور دیگر پرے ہوئے طبقات کے حقوق کی حفاظت کی اور ان کے لیے مساوات کی فضا فراہم کی۔

رحمت: انسانیت کی فلاح کا پیغام

رسول اللہ ﷺ کی سیرت میں سب سے نمایاں چیز رحمت تھی۔ آپ ﷺ نے دنیا بھر میں انسانوں کے ساتھ حسن سلوک، شفقت، اور مہربانی کی تعلیم دی۔ آپ ﷺ کی دعوت میں کوئی بھی طبقہ یا فرد رحمت سے محروم نہیں تھا۔ اس رحمت کا پیغام صرف مسلمانوں تک محدود نہیں تھا بلکہ آپ ﷺ کی تعلیمات نے غیر مسلموں اور دیگر انسانوں کے ساتھ بھی حسن سلوک کرنے کی ترغیب دی۔ قرآن میں فرمایا گیا: "وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ"۔⁸ اس آیت سے یہ واضح ہوتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کو ساری کائنات کے لیے رحمت بنا کر بھیجا گیا تھا۔

علم: فکر و فراست کی تعلیم

اسلام نے علم کو ایک عظیم ترین فرائض قرار دیا۔ قرآن کی ابتدائی وحی میں "اقْرَأْ" یعنی پڑھنے کا حکم دیا گیا، جو کہ علم کی اہمیت کو اجاگر کرتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے اپنے پیروکاروں کو نہ صرف مذہبی علم بلکہ دنیاوی علوم کی اہمیت بھی سمجھائی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "علم دولت سے بہتر ہے کیونکہ علم آپ کی حفاظت کرتا ہے، جب کہ دولت آپ کو نقصان پہنچا سکتی ہے"۔⁹ اس علم کی اہمیت کو نبی ﷺ کی سیرت میں بار بار اجاگر کیا گیا اور مسلمانوں کو علم کی روشنی میں اپنے معاشرتی مسائل حل کرنے کی ترغیب دی گئی۔

فرد و معاشرہ کے باہمی حقوق: تعاون اور اشتراک

اسلام نے فرد و معاشرہ کے باہمی حقوق کی ایک واضح فہرست فراہم کی۔ نبی اکرم ﷺ کی سیرت میں افراد کے حقوق اور ان کے سماجی تعلقات کی تفصیل ملتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرد اور معاشرے کے درمیان تعلقات کو عدل، محبت، اور تعاون کے اصولوں پر استوار کیا۔ اسلامی معاشرت میں فرد کی فلاح معاشرتی فلاح کے ساتھ جڑی ہوئی تھی۔ حضرت محمد ﷺ نے فرمایا: "جو شخص اپنے ہمسایہ کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کرتا، وہ مسلمان نہیں"۔¹⁰

اسلامی تہذیب کی تشکیل: نئے اصولوں کی بنیاد

⁸الأنبياء:107

Al-Anbiya:107

⁹ابو عبد اللہ محمد بن یزید، ابن ماجہ، مکتبہ اسلامیہ، لاہور 2018، ص 224

Abu Abdullah Muhammad bin Yazid, Ibn Majah, Maktabah Islamiyah, Lahore, 2018, p. 224.

¹⁰مسلم، حجاج بن قشیری، مکتبہ اسلامیہ، لاہور، 2015، الصحیح، حدیث 656

Muslim, Hajjaj bin Qushayri. Al-Sahih, Hadith 656, Maktabah Islamiyah, Lahore, 2015.

نبی اکرم ﷺ کی سیرت نے عرب معاشرت کے تمام پہلوؤں کو متاثر کیا اور ایک نیا تہذیبی نظام قائم کیا۔ آپ ﷺ کی تعلیمات نے عقائد، اخلاقیات، معاشرت، اور سماجی تعلقات کے جدید اصول وضع کیے، جو بعد میں اسلامی تہذیب کا حصہ بنے۔ آپ ﷺ کے ان بنیادی اصولوں کی روشنی میں پورے معاشرتی نظام کی بنیاد رکھی گئی، جو بعد میں پوری دنیا میں پھیل گیا اور ایک نیا فلاحی معاشرہ قائم ہوا۔

ثقافت کی تطہیر و تعمیر: سیرت نبوی ﷺ کی روشنی میں

سیرت نبوی ﷺ کا جائزہ صرف ایک مذہبی یا روحانی پیغام تک محدود نہیں ہے، بلکہ یہ ایک ایسی مکمل زندگی کے اصول ہیں جو انسانی معاشرت کے مختلف پہلوؤں کو متاثر کرتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے جاہلی عرب معاشرے کے ثقافتی پہلوؤں میں اصلاحات کیں اور ثقافت کے مختلف شعبوں کو ایک خدا کی رضا کی سمت میں رہ کرنے اصولوں پر استوار کیا۔ یہ اصلاحات نہ صرف عقائد میں تبدیلی لائیں بلکہ عرب کے سماجی رواج، رسم و رواج، طرز زندگی، اور انسانوں کے ایک دوسرے کے ساتھ تعلقات میں بھی نیا رنگ بھر دیا۔ اس باب میں ہم تفصیل سے دیکھیں گے کہ نبی ﷺ نے ثقافت کے مختلف پہلوؤں جیسے طرز لباس، خوراک، رہن سہن، رسم و رواج، میل جول، اظہار جذبات، اور ادب و فنون میں کس طرح تبدیلی کی اور ان سب کو اخلاقی اصولوں کے تابع کیا۔

طرز لباس: سادگی اور اعتدال کی ترغیب

نبی اکرم ﷺ نے طرز لباس میں سادگی اور اعتدال کی ہمیشہ ترغیب دی۔ جاہلی دور میں عرب معاشرت میں تکبر اور نمود و نمائش کا ایک بہت بڑا پہلو تھا، جہاں امیر اور اشرافیہ لوگ اپنے لباس اور زیورات کے ذریعے اپنی اعلیٰ حیثیت کو ظاہر کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے اس رسم کی سخت مخالفت کی اور سادگی کی اہمیت پر زور دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تمہارے جسموں اور ظاہری شکلوں کو نہیں دیکھتا، بلکہ تمہارے دلوں اور تمہارے اعمال کو دیکھتا ہے"۔ آپ ﷺ کا لباس عموماً سادہ اور صاف ستھرا ہوتا تھا، اور آپ ﷺ نے اپنی امت کو بھی اس پر عمل کرنے کی ترغیب دی۔

خوراک: اعتدال اور پاکیزگی کی اہمیت

رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں خوراک کے بارے میں بھی ایک اعتدال پسندانہ نقطہ نظر تھا۔ آپ ﷺ نے خوراک میں حد سے زیادہ اسراف سے بچنے کی تعلیم دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "انسان کے پیٹ کو تین حصوں میں تقسیم کرو: ایک حصے میں کھانا، ایک حصے میں پینا، اور ایک حصے میں ہوا رکھنے کی جگہ چھوڑ دو"۔¹¹ اس سے یہ پیغام ملتا ہے کہ انسان کو خوراک میں اعتدال برتنا چاہیے اور فضول خرچی سے اجتناب کرنا چاہیے۔ اس کے علاوہ، آپ ﷺ نے کھانے کی پاکیزگی اور صاف ستھرا ہونے پر بھی زور دیا، جو اسلامی ثقافت میں اہمیت رکھتا ہے۔

رہن سہن: سادگی اور بے تکلفیت

رسول اللہ ﷺ کی رہائش اور زندگی کے دیگر پہلو بھی سادگی کی عکاسی کرتے تھے۔ آپ ﷺ کا گھر بے حد سادہ تھا، جس میں نہ زیادہ آرائش تھی اور نہ فضول چیزیں۔ آپ ﷺ کا فرمان تھا: "دنیا کا مال و دولت میرا مقصد نہیں ہے، میری منزل آخرت ہے"۔¹² آپ ﷺ کا رہن سہن اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ اسلام میں دنیاوی لذتوں کی طرف رغبت نہیں بلکہ روحانیت اور اخروی کامیابی پر زور دیا گیا۔ اس سے یہ سبق ملتا ہے کہ انسان کو اپنے روزمرہ کے معاملات میں سادگی اختیار کرنی چاہیے اور بے تکلف زندگی گزارنی چاہیے۔

رسم و رواج: اخلاقی حدود میں تبدیلی

جاہلی عرب میں بہت ساری رسمیں اور روایات موجود تھیں جو اخلاقی اصولوں کے خلاف تھیں، جیسے بچپن کو زندہ دفن کرنا، غلاموں کا استحصال کرنا، اور عورتوں کا حق چھیننا۔ نبی اکرم ﷺ نے ان تمام جاہلی رسوم کی اصلاح کی اور ان کے خلاف بھرپور مزاحمت کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "تمام لوگ آدم کے بیٹے ہیں اور

¹¹ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، 2016، رقم الحدیث 2380

Tirmidhi, Abu Isa Muhammad bin Isa, Maktabah Rahmaniyyah, Lahore, 2016, Hadith number 2380.

¹²بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل، مکتبہ اسلامیہ، لاہور، 2012، رقم الحدیث 6171

Bukhari, Abu Abdullah Muhammad bin Ismail, Maktabah Islamiyyah, Lahore, 2012, Hadith number 6171.

کوئی کسی پر برتری نہیں رکھتا سوائے تقویٰ کے۔" آپ ﷺ نے عورتوں کو ورثہ کا حق دیا، ان کے حقوق کی حفاظت کی، اور ان کے مقام کو بلند کیا۔ اسی طرح، غلاموں کی حالت زار میں بھی تبدیلی لائی گئی اور ان کے حقوق کا احترام کیا گیا۔

میل جول: حسن سلوک اور محبت کا پیغام

میل جول کے حوالے سے بھی نبی اکرم ﷺ کی سیرت میں ایک جدید زاویہ تھا۔ آپ ﷺ نے ہمیشہ انسانوں کے ساتھ حسن سلوک، محبت اور احترام سے پیش آنے کی ترغیب دی۔ آپ ﷺ کا فرمان تھا: "تم میں سے بہترین وہ ہے جو اپنے اہل و عیال کے ساتھ سب سے بہتر سلوک کرتا ہے۔" آپ ﷺ نے کسی بھی فرد سے حسن سلوک کرنے اور ان کے ساتھ محبت و احترام کے ساتھ پیش آنے کا حکم دیا، چاہے وہ مسلمان ہو یا غیر مسلم۔ آپ ﷺ کی سیرت میں یہ بھی واضح ہے کہ انسانوں کے ساتھ میل جول میں محبت، تعاون، اور قربانی کی اہمیت ہے۔

اظہار جذبات: اعتدال اور احترام

آپ ﷺ نے جذبات کے اظہار میں بھی اعتدال کو اپنا ناسکھایا۔ آپ ﷺ نے کسی بھی فرد کے جذبات کو نظر انداز نہیں کیا اور ان کے دکھ درد کو سمجھا۔ تاہم، آپ ﷺ نے جذبات کو اعتدال میں رہ کر ظاہر کرنے کی اہمیت پر زور دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "غصہ شیطان سے ہے، اور شیطان کا تعلق آگ سے ہے" اس لیے غصہ آنے کی صورت میں آدمی کو خود پر قابو پانے کی کوشش کرنی چاہیے۔

ادب و فنون: اخلاقی اور روحانی قدر کا اجراء

اسلام میں ادب اور فنون کا بھی ایک اخلاقی اور روحانی پہلو ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فنون کی اہمیت کو تسلیم کیا لیکن ان میں اخلاقی حدود کی پابندی پر زور دیا۔ آپ ﷺ کے دور میں شاعری اور موسیقی کا بھی اہم مقام تھا، لیکن آپ ﷺ نے ان کو اس صورت میں قبول کیا جب وہ اسلامی اخلاقی اصولوں کے مطابق تھے۔ حضرت حسن بن ثابت کی شاعری کو نبی ﷺ نے پسند کیا اور ان کے اشعار کو مسلمانوں کی اخلاقی و روحانی تربیت کے لیے استعمال کیا۔ اس بات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ادب اور فنون کی اہمیت کو تسلیم کیا گیا، بشرطیکہ وہ اخلاقی حدود میں رہ کر ہوں۔ سیرت نبوی ﷺ نے نہ صرف مذہبی اور عقائد کی سطح پر تبدیلیاں کیں بلکہ عرب معاشرت کی ثقافت کے مختلف پہلوؤں میں بھی اصلاحات کیں۔ نبی اکرم ﷺ کی سیرت میں جو سادگی، اعتدال، اور اخلاقی اصول تھے، وہ آج بھی ایک مثالی رہنمائی فراہم کرتے ہیں کہ کس طرح انسانوں کو اپنی ثقافت کو خدا کے رضا کے مطابق ڈھالنا چاہیے۔ آپ ﷺ نے ایک ایسی ثقافت کی بنیاد رکھی جو نہ صرف روحانیت سے جڑی ہو بلکہ اس میں اخلاقی اقدار، احترام، اور انسانی ہمدردی کا عنصر بھی ہو۔

مدینہ میں تہذیبی ماڈل کا عملی نفاذ

مدینہ منورہ میں اسلامی ریاست کے قیام کے بعد نبی اکرم ﷺ کو ایک مکمل معاشرتی ماڈل قائم کرنے کا موقع ملا، جس کا مقصد نہ صرف مذہبی عقائد کی درستی تھا بلکہ ایک ایسی معاشرتی ترتیب کا قیام تھا جو عدل، مساوات، تعلیم، اور انسانی حقوق کی ضمانت دیتی۔ یہ مدنی معاشرت ایک انقلابی تبدیلی تھی جسے نبی ﷺ کی سیرت نے عملی جامہ پہنایا۔ مکہ میں اسلام کی ابتدائی دعوت صرف فرد اور عقیدہ کے حوالے سے تھی، جب کہ مدینہ میں نبی ﷺ کو ایک مکمل ریاست کی تشکیل کا موقع ملا، جہاں نہ صرف مذہبی آزادی تھی، بلکہ عدلیہ، معیشت، تعلیم، اور بین المذاہب رواداری جیسے اہم پہلوؤں پر بھی عملی طور پر کام کیا گیا۔ اس باب میں ہم ان مختلف پہلوؤں کا تجزیہ کریں گے جنہوں نے مدنی معاشرت کو ایک مثالی تہذیبی ماڈل بنایا۔

مذہبی آزادی: ہر فرد کی اپنی عقیدہ پر عمل کرنے کی آزادی

مدینہ میں نبی اکرم ﷺ نے مذہبی آزادی کو اولین ترجیح دی۔ اسلامی ریاست میں مختلف مذاہب کے ماننے والوں کو اپنے عقائد پر عمل کرنے کی مکمل آزادی تھی۔ مدینہ کے دستور (میثاق مدینہ) میں یہ واضح طور پر درج تھا کہ تمام اقوام اور فرقوں کے افراد اپنے مذہب پر عمل کرنے کے آزاد ہیں اور ان کی عبادت کا احترام کیا

جائے گا۔ یثاق مدینہ میں لکھا گیا: "یہودیوں اور مسلمانوں کے درمیان کوئی جبر نہیں ہوگا اور وہ اپنے اپنے مذہب میں آزاد ہوں گے"۔¹³ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نبی ﷺ نے ایک ایسا معاشرہ قائم کیا جہاں ہر فرد کو اپنے مذہب کے مطابق زندگی گزارنے کا حق حاصل تھا۔

قانونی مساوات: عدلیہ اور قوانین کا عدل پر مبنی نفاذ

مدینہ کی ریاست میں قانونی مساوات کو اہمیت دی گئی اور ہر شخص کو قانون کی نظر میں برابر سمجھا گیا۔ نبی اکرم ﷺ نے عدلیہ کا ایسا نظام قائم کیا جس میں انصاف کے تمام تقاضے پورے کیے گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے بہترین وہ ہے جو اپنے فیصلوں میں انصاف کرتا ہے"۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور میں عدلیہ نے انصاف کی فراہمی کو یقینی بنایا، اور ریاست کے تمام افراد کو قانون کے دائرے میں برابر سمجھا گیا۔ مسلمانوں اور غیر مسلموں کے درمیان بھی عدلیہ میں کسی قسم کی تفریق نہیں کی گئی۔

معاشی عدل: فلاحی معاشرہ کے لیے اقتصادی اصولوں کا نفاذ

نبی اکرم ﷺ نے معاشی عدل کو اسلامی ریاست کی بنیاد میں شامل کیا۔ آپ ﷺ کی تعلیمات میں غربت، طبقاتی تفریق، اور معاشی استحصال کے خلاف ایک واضح پیغام تھا۔ آپ ﷺ نے مختلف معاشی اصولوں جیسے کہ زکات، صدقہ، اور غریبوں کی مدد کو اہمیت دی، تاکہ معاشرت میں ایک فلاحی نظام قائم ہو سکے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے بہترین وہ ہے جو غریبوں اور مسکینوں کے ساتھ حسن سلوک کرتا ہے"۔¹⁴ اس معاشی انصاف کے نظام نے مدینہ کے معاشرتی تانے بانے کو مضبوط بنایا اور لوگوں کے درمیان طبقاتی تفریق کو ختم کیا۔

تعلیم و تربیت: معاشرتی ترقی کے لیے علم کا فروغ

تعلیم و تربیت اسلامی ریاست میں نبی ﷺ کی سب سے اہم ترجیحات میں سے ایک تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "علم کا طلب ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے"۔ مدینہ میں تعلیم کا نظام اس بات کو یقینی بناتا تھا کہ تمام افراد کو علم حاصل کرنے کا حق حاصل ہو، خواہ وہ مرد ہو یا عورت۔ آپ ﷺ نے اپنی سیرت میں تعلیم کو اس قدر اہمیت دی کہ آپ نے اپنی امت کے افراد کو نہ صرف دین کا علم سکھایا بلکہ دنیاوی علوم کی اہمیت بھی بتائی۔ آپ ﷺ کے دور میں مختلف صحابہ کرام نے علم و فنون کی مختلف شاخوں میں مہارت حاصل کی اور اس علم کا فائدہ مدینہ کے معاشرتی ڈھانچے کی تعمیر میں کیا۔

بین المذاہب رواداری: مختلف اقوام کے درمیان ہم آہنگی کا قیام

مدینہ کی ریاست میں بین المذاہب رواداری ایک بنیادی اصول تھا۔ نبی ﷺ نے مختلف مذاہب کے پیروکاروں کے ساتھ حسن سلوک، رواداری، اور برداشت کی بنیاد رکھی۔ مدینہ میں رہنے والے غیر مسلموں کو اپنے مذہب کے مطابق زندگی گزارنے کی آزادی تھی، اور ان کی عبادات کا احترام کیا جاتا تھا۔ نبی ﷺ نے یہ پیغام دیا کہ "تمہاری جانوں، تمہارے مال اور تمہارے عزتوں کا احترام سب پر فرض ہے"۔ یثاق مدینہ میں یہ بات درج تھی کہ تمام فرقے اور قومیں اپنی آزادی سے اپنے مذہب پر عمل کریں گی، اور ان کے حقوق کی حفاظت کی جائے گی۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ نبی ﷺ نے ایک ایسا معاشرہ قائم کیا جہاں مختلف مذاہب اور قوموں کے لوگ ایک دوسرے کے ساتھ بھائی چارے کی فضا میں رہتے تھے۔

مدینہ کا تہذیبی ماڈل: اسلامی معاشرت کی بنیاد

مدینہ منورہ میں نبی اکرم ﷺ نے جو تہذیبی ماڈل قائم کیا، وہ تاریخ انسانی میں اپنی نوعیت کا واحد اور بے مثال ماڈل تھا۔ یہ ماڈل انسانوں کے حقوق، عدلیہ، معاشی انصاف، مذہبی آزادی، تعلیم، اور بین المذاہب رواداری پر مبنی تھا۔ آپ ﷺ نے ایک ایسا معاشرہ قائم کیا جس میں انسانیت کے تمام پہلوؤں کو اسلام کے اخلاقی اصولوں کے مطابق ڈھالا گیا۔ یہ مدنی معاشرہ اس بات کا گواہ ہے کہ نبی ﷺ نے اپنی تعلیمات کے ذریعے ایک مکمل اور متوازن معاشرتی ماڈل تشکیل دیا جو آج بھی تمام انسانوں کے لیے ایک رہنمائی ہے۔ مدینہ میں نبی اکرم ﷺ کا قائم کردہ معاشرتی ماڈل تاریخ میں اپنی نوعیت کی واحد مثال ہے۔ آپ ﷺ نے ایک ایسا معاشرہ قائم کیا

¹³ ابن ہشام، سیرت النبی ﷺ، دار الفکر، 1985، ص 112

Ibn Hisham, Sirat al-Nabi □, Dar al-Fikr, 1985, p. 112.

¹⁴ بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل، مکتبہ اسلامیہ، لاہور، 2012، رقم الحدیث 6012

Bukhari, Abu Abdullah Muhammad bin Ismail, Maktabah Islamiyah, Lahore, 2012, Hadith number 6012

جہاں مذہبی آزادی، قانونی مساوات، معاشی عدل، تعلیم، اور بین المذاہب رواداری کا عملی طور پر نفاذ کیا گیا۔ اس تہذیبی ماڈل نے نہ صرف اسلامی ریاست کو ایک مضبوط بنیاد فراہم کی بلکہ اس نے دنیا کو ایک ایسا نظام پیش کیا جس میں انسانوں کے حقوق اور عزت کا احترام کیا جاتا ہے، اور ہر فرد کو اپنے عقیدہ اور زندگی کے اصولوں کے مطابق جینے کا حق دیا جاتا ہے۔

خواتین کے مقام کا تہذیبی ارتقاء: سیرت نبوی ﷺ کی روشنی میں

جاہلی عرب میں عورتوں کا سماجی اور ثقافتی مقام انتہائی نچلا تھا۔ وہ صرف مردوں کی ملکیت سمجھی جاتی تھیں، اور ان کے حقوق کا کوئی شمار نہ تھا۔ اس دور میں عورتیں وراثت میں حصہ نہیں پاتی تھیں، ان کی تعلیم پر کوئی توجہ نہیں دی جاتی تھی، اور انہیں زندگی کے فیصلوں میں کم ہی اختیار ہوتا تھا۔ تاہم، نبی اکرم ﷺ کی بعثت نے نہ صرف عورتوں کی تقدیر بدل دی بلکہ اسلامی تہذیب نے انہیں عزت، وقار، تعلیم، وراثت، حق انتخاب اور سماجی مقام عطا کیا۔ سیرت نبوی ﷺ نے عورتوں کے مقام میں ایک عظیم تبدیلی کا آغاز کیا، جس کی کوئی نظیر اس وقت کی دنیا میں نہیں ملتی۔

جاہلی دور میں عورت کا مقام

جاہلی عرب میں عورت کا وجود تقریباً بے حیثیت تھا۔ اس دور کی عادات و رسوم میں عورت کو صرف نسل کی پیدائش کا ایک ذریعہ سمجھا جاتا تھا۔ انہیں نہ تو وراثت میں حصہ ملتا تھا اور نہ ہی ان کا کوئی سماجی یا ثقافتی کردار ہوتا تھا۔ بعض اوقات بیٹیوں کو زندہ درگور کیا جاتا تھا، اور یہ عمل ایک عام سی بات تھی۔ قرآن مجید نے اس ظلم کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُم بِالْأُنثَىٰ ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ" ¹⁵

یعنی "جب ان میں سے کسی کو بیٹی کی خوشخبری دی جاتی، تو اس کا چہرہ غم سے سیاہ ہو جاتا تھا اور وہ دل ہی دل میں غمگین ہوتا تھا۔"

اس کا مطلب یہ تھا کہ جاہلی معاشرہ عورتوں کو بوجھ اور عار سمجھتا تھا اور ان کی زندگی کو بے قدر سمجھتا تھا۔ تاہم، نبی اکرم ﷺ کی بعثت نے اس تمام تصور کو یکسر بدل دیا۔

سیرت نبوی ﷺ کا اثر: خواتین کو عزت اور مقام کا عطا کرنا

اسلامی تہذیب نے عورت کو ایک نئی زندگی دی، اور نبی ﷺ کی سیرت میں اس تبدیلی کا عملی نمونہ نظر آتا ہے۔ نبی ﷺ نے اپنی تعلیمات کے ذریعے عورتوں کے حقوق کا دفاع کیا اور ان کے مقام کو بلند کیا۔ آپ ﷺ نے عورتوں کو یہ حق دیا کہ وہ اپنے عقائد اور فیصلوں میں آزاد ہوں اور ان کی رائے کو عزت دی جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"تمام انسانوں کی ماں کا مقام جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے، تو اس دروازے کو ضائع نہ کرو"

اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ نبی ﷺ نے عورتوں کو ان کے مقام کا احساس دلایا اور انہیں عزت و احترام کی بلند ترین سطح پر رکھا۔

عورت کی تعلیم کا آغاز

سیرت نبوی ﷺ میں عورت کی تعلیم پر خاص زور دیا گیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

"علم کا طلب ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے"

آپ ﷺ نے عورتوں کو نہ صرف گھر کے اندر بلکہ سماجی زندگی کے ہر شعبے میں تعلیم حاصل کرنے کی ترغیب دی۔ آپ ﷺ نے اس بات کو یقینی بنایا کہ خواتین بھی تعلیم حاصل کریں تاکہ وہ معاشرت میں ایک فعال حصہ بن سکیں۔ آپ ﷺ کی تعلیمات کے ذریعے عورتوں نے نہ صرف دینی علم حاصل کیا بلکہ دنیاوی علوم میں بھی آگے بڑھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مثال سب کے سامنے ہے، جنہوں نے دین کی اہم ترین موضوعات میں گہری مہارت حاصل کی اور صحابہ کرام کو علم سکھایا۔

وراثت میں عورت کا حصہ

اسلام نے عورت کو وراثت میں حصہ دینے کا حق دیا، جو کہ اس سے پہلے جاہلی معاشرہ میں ایک بالکل نیا تصور تھا۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

"اور تمہیں تمہاری اولاد سے جو میراث ملے، اس میں مرد کا حصہ عورت کے حصہ سے دگنا ہوگا" ¹⁶

یہ آیت عورتوں کے لیے ایک نیا حق ثابت کرتی ہے۔ نبی ﷺ نے بھی اس حقیقت کو عملی طور پر نافذ کیا، اور اسلام میں عورت کو اس کے جائز وراثتی حق کے بارے میں آگاہ کیا۔

خواتین کے حق انتخاب کی ضمانت

اسلام میں عورت کو اپنی زندگی کے فیصلے کرنے کا حق دیا گیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

"عورتیں تمہاری شریک ہیں، لہذا انہیں اپنے حقوق دو"

اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ عورت کو اپنے فیصلے خود کرنے کا حق دیا گیا، اور اس کے ساتھ ایک برابری کا سلوک کیا گیا۔ نبی ﷺ نے خواتین کے ساتھ حسن سلوک کی تعلیم دی اور ان کے حقوق کو مردوں کے مساوی سمجھا۔

خواتین کا سماجی مقام اور فکری آزادی

اسلامی تہذیب میں عورت کو صرف گھر کی چار دیواری تک محدود نہیں کیا گیا، بلکہ اسے سماجی زندگی کے تمام شعبوں میں حصہ لینے کا حق دیا گیا۔ نبی ﷺ نے عورتوں کو زندگی کے مختلف پہلوؤں میں شریک ہونے کی ترغیب دی۔ حضرت ام سلیم، حضرت عائشہ، اور دیگر خواتین صحابہ نے اسلامی تاریخ میں اہم کردار ادا کیا اور مسلمانوں کو علم، سیاست، اور جنگ کے میدان میں رہنمائی فراہم کی۔ آپ ﷺ نے عورتوں کو فکری آزادی دی اور انہیں اپنی رائے کا اظہار کرنے کی اجازت دی۔¹⁷ سیرت نبوی ﷺ نے عورتوں کے مقام میں ایک انقلابی تبدیلی کی۔ جاہلی معاشرت میں جہاں عورتوں کو بے حیثیت اور حقیر سمجھا جاتا تھا، نبی ﷺ نے انہیں عزت، وقار، تعلیم، وراثت، حق انتخاب، اور سماجی مقام عطا کیا۔ آپ ﷺ نے اسلامی تہذیب میں عورت کو فعال اور اہم حصے کے طور پر تسلیم کیا، اور دنیا کی سب سے پہلی تہذیب میں عورتوں کو ان کے حقوق دلوائے۔ نبی ﷺ کی سیرت نے عورتوں کے لیے ایک ایسا نظام فراہم کیا جس نے ان کے مقام کو بلند کیا اور انہیں تحفظ، عزت اور فکری آزادی فراہم کی، جو اُس وقت کی دنیا کی کسی بھی تہذیب میں موجود نہیں تھی۔

اخلاقی اقدار کی تجدید اور بین الاقوامی تہذیب کی بنیاد: سیرت نبوی ﷺ کی روشنی میں

نبی اکرم ﷺ کی بعثت نے نہ صرف عرب معاشرے میں بلکہ پورے دنیا کے انسانی معاشرتی ڈھانچے میں ایک عظیم تبدیلی کی بنیاد رکھی۔ آپ ﷺ کی تعلیمات نے اخلاقی اصولوں کی نئی تشریح پیش کی اور ان کی روشنی میں ایک ایسی تہذیب کی تشکیل کی جو رنگ، نسل، زبان، اور قومیت سے بالاتر تھی۔ سیرت نبوی ﷺ نے عالمی سطح پر جو تہذیبی اثرات مرتب کیے، وہ نہ صرف عرب بلکہ روم، ایران، افریقہ اور دیگر علاقوں کے معاشروں میں بھی گہرے اثرات چھوڑنے والے ثابت ہوئے۔ نبی ﷺ کی اخلاقی تعلیمات جیسے عدل، امانت، صداقت، حلم، رواداری، اور انسانیت کے اصولوں نے عالمی سطح پر ایک ایسی تہذیب کی بنیاد رکھی جس کی تفصیلات آج بھی انسانی معاشرت کی رہنمائی کرتی ہیں۔

عدل اور انصاف

نبی ﷺ کی زندگی میں عدل اور انصاف کی اہمیت کو خاص طور پر اجاگر کیا گیا۔ آپ ﷺ نے معاشرتی انصاف کو ترجیح دی اور اپنی زندگی میں کبھی بھی کسی کے ساتھ ظلم یا ناانصافی نہیں کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنے بھائی کے ساتھ سب سے زیادہ انصاف کرے"¹⁸

¹⁶ النساء، 4:11

An-Nisa, 4:11

¹⁷ ابن حبان، "صحیح ابن حبان"، مکتبہ دار السلام، 1996، ص 234

Ibn Hibban, "Sahih Ibn Hibban," Dar As-Salam, 1996, p. 234

¹⁸ بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل، مکتبہ اسلامیہ، لاہور، 2012، رقم الحدیث 2427

Bukhari, Abu Abdullah Muhammad bin Ismail, Maktabah Islamiyah, Lahore, 2012, Hadith number 2427

اس اصول کے ذریعے نبی ﷺ نے عالمی سطح پر انسانوں کے درمیان برابری اور انصاف کی اہمیت کو اجاگر کیا۔ آپ ﷺ نے عدل کے ذریعے لوگوں کے دلوں میں محبت اور تعلقات کی بنیاد رکھی۔ اسلامی معاشرت میں عدل کے قیام سے عالمی سطح پر قوموں اور اقوام کے مابین تعلقات میں ایک نئی سمت آئی، جہاں طاقتور اور کمزور کے درمیان فرق کو مٹایا گیا۔

امانت

نبی ﷺ نے امانت کو ایک اہم اخلاقی قدر کے طور پر متعارف کرایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"جب تم میں سے کوئی شخص امانت میں خیانت کرے، تو وہ کسی بھی حال میں تمہارا دوست نہیں ہو سکتا"

اسلامی تعلیمات کے مطابق، ہر شخص کو امانت داری کی پزیرائی دینی چاہیے، چاہے وہ کسی قوم، مذہب یا زبان سے تعلق رکھتا ہو۔ آپ ﷺ نے کاروبار، حکومتی معاملات، اور زندگی کے مختلف شعبوں میں امانت داری کو بنیاد بنا کر معاشرت میں ایک نیامعیار قائم کیا۔ سیرت نبوی ﷺ کے اس اخلاقی اصول نے مختلف قوموں میں ذمہ داری، دیانت داری اور ایمانداری کے تقاضوں کو متعارف کرایا، جس سے عالمی سطح پر تجارتی اور حکومتی شعبوں میں اخلاقی اصولوں کی اہمیت کو اجاگر کیا گیا۔

حلم اور برداشت

نبی ﷺ کا حلم اور صبر بھی ایک عظیم اخلاقی اصول تھا، جس کی بنیاد پر آپ ﷺ نے اپنی قوم کی رہنمائی کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"خدا کی قسم، میں تمہارے درمیان سب سے زیادہ حلم رکھنے والا ہوں"

آپ ﷺ نے نہ صرف اپنے دشمنوں کے ساتھ بلکہ اپنے ماننے والوں کے ساتھ بھی حلم کا مظاہرہ کیا۔ آپ ﷺ کی سیرت میں یہ قابل ذکر ہے کہ آپ ﷺ نے ہر صورت میں اپنے پیروکاروں کے ساتھ نرمی، بردباری اور صبر سے پیش آیا۔ نبی ﷺ کا یہ رویہ دنیا بھر کے معاشروں میں تحمل، رواداری اور اختلافات کو حل کرنے کے نئے طریقوں کو متعارف کرانے کا باعث بنا۔ آپ ﷺ کی اس تعلیم نے دنیا بھر میں اقوام کے درمیان بقائے باہمی کی اہمیت کو بڑھایا۔

صداقت اور سچائی

صداقت اور سچائی نبی ﷺ کی ایک اور عظیم خصوصیت تھی۔ آپ ﷺ نے ہمیشہ سچ بولنے کو ترجیح دی اور کبھی بھی جھوٹ نہیں بولا۔ آپ ﷺ کی صداقت کا اثر نہ صرف آپ ﷺ کے پیروکاروں بلکہ پورے معاشرے پر تھا۔ آپ ﷺ کی صداقت نے انسانوں میں ایک نئی ثقافت کو جنم دیا، جس میں سچائی، انصاف اور دیانت داری کے اصولوں پر زور دیا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"سچائی نیکی کی طرف رہنمائی کرتی ہے اور نیکی جنت کی طرف"

یہ تعلیمات عالمی سطح پر معاشرتی تعلقات میں سچائی اور دیانت داری کو فروغ دینے کا سبب بنی، اور اس نے دنیا بھر میں ایک بہتر اخلاقی معیار قائم کیا۔

رواداری اور بین المذاہب ہم آہنگی

نبی ﷺ کی سیرت میں رواداری اور بین المذاہب ہم آہنگی کا بھی خاص خیال رکھا گیا۔ آپ ﷺ نے نہ صرف مسلمانوں کو بلکہ غیر مسلموں کے ساتھ بھی حسن سلوک کا حکم دیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

"اے لوگو! تمہارے رب ایک ہیں اور تمہارے والد بھی ایک ہیں۔ تم سب کے لیے برابر ہے، کسی عرب کو کسی عجمی پر کوئی فوقیت نہیں"

اس حدیث کا مقصد یہ تھا کہ تمام انسانوں کی بنیاد انسانیت ہے اور کوئی بھی قوم یا نسل دوسرے پر فوقیت نہیں رکھتی۔ نبی ﷺ کی یہ تعلیمات دنیا کے مختلف معاشروں میں ایک نئے اخلاقی معیار کی بنیاد بنیں، جو بین المذاہب رواداری، امن اور ہم آہنگی پر زور دیتی ہیں۔

سیرت نبوی ﷺ کا عالمی اثر

سیرت نبوی ﷺ کی اخلاقی تعلیمات کا عالمی سطح پر گہرا اثر ہوا۔ جب نبی ﷺ نے اخلاقی اصولوں کی بنیاد پر ایک معاشرتی نظام قائم کیا، تو اس کا اثر ایران، روم، افریقہ اور دیگر علاقوں میں محسوس کیا گیا۔ اسلامی فتوحات کے دوران، جب مسلمانوں نے ان علاقوں میں قدم رکھا، تو انہوں نے نبی ﷺ کی تعلیمات کے ذریعے وہاں کے لوگوں کے ساتھ رواداری اور مساوات کا سلوک کیا۔ ان تعلیمات نے عالمی سطح پر ایک نئے اخلاقی معیار کو جنم دیا، جس کی بنیاد پر مختلف ثقافتوں کے درمیان ہم آہنگی، تعاون اور محبت کے نئے اصول قائم ہوئے۔

نبی اکرم ﷺ کی سیرت نے نہ صرف عرب معاشرت کو تبدیل کیا بلکہ پوری دنیا کے لیے ایک نیا اخلاقی معیار قائم کیا۔ آپ ﷺ کی تعلیمات نے عالمی تہذیب کو رنگ، نسل، زبان، اور قومیت سے بالاتر ایک نئی سمت دی۔ عدل، امانت، صداقت، حلم، رواداری اور بین المذاہب ہم آہنگی جیسے اصولوں نے عالمی سطح پر معاشرتی تعلقات کو نئی روشنی عطا کی، اور آج بھی ان اصولوں کی اہمیت پوری دنیا میں برقرار ہے۔

سیرت نبوی ﷺ کی روشنی میں تہذیب عصر کا تنقیدی جائزہ

آج کا دنیا کا معاشرتی اور ثقافتی منظر نامہ متعدد چیلنجز کا سامنا کر رہا ہے، جن میں مغرب زدہ ثقافت، مادہ پرستی، اخلاقی انحطاط، فردیت پسندی اور روحانیت کی کمی جیسے مسائل شامل ہیں۔ یہ تمام مسائل انسانیت کی فلاح اور ترقی میں ایک رکاوٹ بنے ہوئے ہیں۔ ان چیلنجز کے درمیان، سیرت نبوی ﷺ ایک ایسی رہنمائی فراہم کرتی ہے جو نہ صرف تاریخی اعتبار سے اہم ہے بلکہ موجودہ دور کے مسائل کا حل بھی پیش کرتی ہے۔ سیرت نبوی ﷺ کو صرف ایک تاریخی واقعہ نہ سمجھا جائے، بلکہ یہ ایک زندہ تہذیبی ماڈل ہے جس کی تعلیمات آج بھی انسانوں کے لیے فکری، روحانی اور ثقافتی رہنمائی فراہم کر سکتی ہیں۔ اس باب میں عصر حاضر کی تہذیبی صورت حال پر تنقیدی نگاہ ڈالیں گے اور سیرت نبوی ﷺ کی تعلیمات کا ان مسائل کے حل میں کردار واضح کریں گے۔¹⁹

مغرب زدہ ثقافت اور اس کا اثر

مغربی ثقافت نے حالیہ دہائیوں میں دنیا بھر میں اپنی جڑیں مضبوط کی ہیں۔ یہ ثقافت مادہ پرستی، عیش و عشرت، اور فردیت پر زور دیتی ہے اور اس کے نتیجے میں روحانیت اور اخلاقی اقدار کی کمی واقع ہو رہی ہے۔ مغربی تہذیب میں جو انفرادیت پسندی ہے، وہ انسانوں کے درمیان تعلقات کو سطحی بنا دیتی ہے اور انسانیت کے اجتماعی مفاد کو نظر انداز کر دیتی ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی سیرت میں ہمیشہ جماعت کی فلاح اور بھائی چارے پر زور دیا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"تم میں سے سب سے بہتر وہ ہے جو لوگوں کے لیے سب سے زیادہ فائدہ مند ہو"²⁰

اس حدیث میں سیرت نبوی ﷺ کی روحانیت اور انسانیت کے لیے فلاح پر زور دیا گیا ہے۔ اس کے برعکس مغرب زدہ ثقافت میں فردیت کو اہمیت دی جاتی ہے، جس کا نتیجہ اجتماعی تعلقات میں کمی اور اخلاقی انحطاط کی صورت میں نکل رہا ہے۔ سیرت نبوی ﷺ انسانوں کو جماعت کی فلاح اور ایک دوسرے کے حقوق کا احترام سکھاتی ہے، جس سے دنیا کے اس دور میں مغرب زدہ ثقافت کے اثرات کو متوازن کیا جاسکتا ہے۔

مادہ پرستی اور سیرت نبوی ﷺ

مغربی معاشرت میں مادہ پرستی کا غلبہ ہے، جس میں انسان کی تقدیر اور خوشی کا انحصار صرف مادی دولت پر رکھا گیا ہے۔ اس مادہ پرستی نے انسان کی روحانی اقدار کو متاثر کیا ہے اور اسے روحانی سکون کی بجائے مادی خوشی کے پیچھے دوڑنے پر مجبور کر دیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ہمیشہ روحانیت اور تزکیہ نفس کو ترجیح دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہیں مال و دولت کے بارے میں متفکر نہ ہونا، کیونکہ تمہارا رزق تم تک پہنچ کر رہنا ہے، چاہے تم زمین میں کہیں بھی ہو۔ سیرت نبوی ﷺ کا یہ پیغام مادہ پرستی کے برعکس انسان کو اس بات کا احساس دلاتا ہے کہ اس کی اصل خوشی اور سکون روحانیت میں ہے، نہ کہ مادی چیزوں میں۔ آپ ﷺ نے مال و دولت کو صرف ایک وسیلہ سمجھا اور اس کے ذریعے انسانوں کے درمیان مساوات اور انصاف قائم کرنے کی کوشش کی۔ آپ ﷺ کی سیرت میں مادی چیزوں کی طلب کو متوازن کیا گیا ہے تاکہ انسانیت کی فلاح اور روحانیت کی بلندی کو یقینی بنایا جاسکے۔

اخلاقی انحطاط اور سیرت نبوی ﷺ کی تعلیمات

عصر حاضر میں اخلاقی انحطاط ایک سنگین مسئلہ بن چکا ہے۔ جھوٹ بولنا، خیانت کرنا، اور دیگر برائیوں کا معاشرے میں بڑھنا، اخلاقی اقدار میں کمی کا باعث بن رہا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی سیرت میں اخلاقی اصولوں کی اہمیت بہت زیادہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"اے لوگو! تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اخلاق میں سب سے اچھا ہو"

¹⁹ عبدالسلام ندوی، یرت النبی، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، 2018، جلد 4، ص 312

Abdul Salam Nadwi, Seerat-un-Nabi, Maktaba Rahmaniya, Lahore, 2018, Vol. 4, p. 312.

²⁰ ابن حبان، "صحیح ابن حبان"، مکتبہ دار السلام، 1996، ص 90

Ibn Hibban, "Sahih Ibn Hibban," Dar As-Salam, 1996, p.90

سیرت نبوی ﷺ نے اخلاقی قدروں جیسے صداقت، امانت، عاجزی اور حسن سلوک کو معاشرتی زندگی کا لازمی جزو قرار دیا۔ آپ ﷺ کی تعلیمات انسانوں کو ایک دوسرے کے ساتھ حسن سلوک، احترام اور محبت کے ساتھ پیش آنے کی ترغیب دیتی ہیں۔ اخلاقی انحطاط کا حل سیرت نبوی ﷺ کی تعلیمات میں پوشیدہ ہے، جہاں اخلاقی معیاروں کی بلندی اور فرد کی تربیت پر زور دیا گیا ہے۔

فردیت پسندی اور سیرت نبوی ﷺ کا اجتماعی تصور

آج کے دور میں فردیت پسندی ایک غالب رجحان بن چکا ہے، جس کے تحت افراد اپنی ذاتی خوشی اور مفاد کو ترجیح دیتے ہیں، حتیٰ کہ وہ اجتماعی فلاح کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ نبی ﷺ کی سیرت میں ہمیشہ اجتماعی فلاح، انصاف اور ایک دوسرے کے حقوق کا خیال رکھا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"تم میں سے کسی کا ایمان اس وقت تک مکمل نہیں ہوتا جب تک وہ اپنے بھائی کے لیے وہی پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے"

یہ تعلیم سیرت نبوی ﷺ کے اس اجتماعی نقطہ نظر کی عکاسی کرتی ہے، جہاں فرد کی فلاح کو اجتماعی فلاح کے ساتھ جوڑا گیا ہے۔ اس کے ذریعے سیرت نبوی ﷺ فردیت پسندی کے بجائے معاشرتی تعلقات اور اجتماعی بھلائی کی اہمیت پر زور دیتی ہے، جسے ہم عصر حاضر کے مسائل کو حل کرنے میں معاون سمجھ سکتے ہیں۔ سیرت نبوی ﷺ صرف ایک تاریخ کا حصہ نہیں، بلکہ یہ آج کے دنیا کے مختلف مسائل کا حل پیش کرتی ہے۔ مغرب زدہ ثقافت، مادہ پرستی، اخلاقی انحطاط اور فردیت پسندی جیسے مسائل کے مقابلے میں سیرت نبوی ﷺ کی تعلیمات ایک مضبوط فکری، روحانی اور ثقافتی بنیاد فراہم کرتی ہیں۔ ان تعلیمات کی روشنی میں نہ صرف فرد کی فلاح ممکن ہے بلکہ پورے معاشرتی نظام کو نئی سمت دی جاسکتی ہے، جو عالمی سطح پر انسانی تعلقات، اخلاقی اقدار اور فلاحی معاشرت کی تشکیل میں معاون ثابت ہو۔

دنیا میں تہذیبوں کا آغاز اور تقاء: اس کی بنیاد اور اہم عناصر

دنیا میں تہذیب کا آغاز انسان کی آمد کے ساتھ ہی ہوا تھا۔ انسان نے زندگی گزارنے کے مختلف طریقے اختیار کیے، جیسے کہ غذائی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے کھانے پینے کی جگہ تلاش کرنا، اظہار محبت اور ستر پوشی کے لیے انتظامات کرنا، جو کہ تہذیب کی بنیاد ہیں۔ تہذیب کا آغاز دریاؤں کے کنارے ہوا جہاں انسان نے کاشت کاری شروع کی۔ ابتدائی تہذیبیں زراعت پر مبنی تھیں، اور معاشی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے زری پیداوار کا تبادلہ کیا جاتا تھا۔ تہذیب کے چار اہم عناصر ہیں: معاشی، مذہبی، سماجی، اور سیاسی عناصر۔ معاشی عنصر میں زراعت اور صنعت و تجارت کی اہمیت ہے۔ مذہبی عنصر میں انسان نے اپنے روحانی سکون کے لیے مختلف مذاہب اختیار کیے، جیسے بت پرستی اور مظاہر قدرت کی پوجا۔ سماجی عنصر میں انسان نے مختلف رسوم و رواج تشکیل دیے، جیسے شادی، تدفین، اور خوشی و غم کے مواقع پر معاشرتی اصول وضع کیے۔ سیاسی عنصر میں ریاست اور حکومتی اداروں کا قیام ہوا، جو کہ لوگوں کی آزادی سلب کر کے اپنے اقتدار کو مستحکم کرتے تھے۔ یہ عناصر ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں اور تہذیب کے ثقافتی اظہار کا باعث بنتے ہیں، جس سے ہر تہذیب کی پہچان ہوتی ہے۔ تہذیب و ثقافت کے تعلق کو ماہرین نے ایک ہی حقیقت کے دو نام قرار دیا ہے، حالانکہ یہ دونوں مختلف پہلو رکھتے ہیں۔²¹

اسلام سے ما قبل تہذیبیں

تہذیب اتنی ہی قدیم ہے جتنا کہ انسان خود۔ ماہرین بشریات اور محققین کا خیال ہے کہ تقریباً آج سے پانچ ہزار سال قبل دنیا میں تہذیب کی ابتدا ہوئی ہے۔ یقیناً یہ بات درست بھی ہے کیونکہ تہذیب کی بنیاد بہت پرانی ہے۔ شاید اس سے کچھ زیادہ عرصہ ہو کم نہیں ہو سکتا۔ میرے خیال میں تقریباً 4000 ق۔م میں انسانی تہذیب کی بنیاد پڑی۔ سب سے پہلے تہذیب نے کہاں جنم لیا اس کے بارے میں ماہرین میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ البتہ کریٹ، مصر اور عراق کے محطوں میں سے کوئی ایک محط تہذیب کی جنم بھومی کا دعویدار ہو سکتا ہے۔ یہ علاقے جغرافیائی لحاظ سے ایک دوسرے سے متصل بھی ہیں اور یہاں تہذیب کا وجود تحقیق کے لحاظ سے درست بھی ہے۔ اسلامی تہذیب سے قبل جو تہذیبیں وجود میں آئیں وہ مرور زمانہ کے ساتھ ساتھ مسخ ہوتی چلی گئیں۔ ہر نئی تہذیب نے پرانی تہذیب کے تہذہ میں اثرات کو منانا شروع کیا۔ رفتہ رفتہ پرانی تہذیبوں کے اثرات دنیا کے نقشے سے مٹتے چلے گئے۔ بچے کچھے اثرات عنف عظیم اسلامی تہذیب نے ختم کر دیے اور دنیا پر اسلامی تہذیب ایک ترقی یافتہ، متحرک اور زندہ تہذیب کے طور پر چھا گئی۔ تاہم تاریخ کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ اسلام سے قبل درج ذیل تہذیبیں مختلف ادوار میں موجود رہیں۔²²

²¹ عبد السلام، ندوی، اسوۃ صحابہ، ناشر: دارالقدس پبلشرز، لاہور، 2017ء، ج 2، ص 246

Abdul Salam Nadwi, Uswah Sahabah, Vol. 2, Dar Al-Quds Publishers, Lahore, 2017, p. 246.

²² امام احمد بن حنبل۔ مسند احمد بن حنبل۔ بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1998ء، ص 210

سمیری تہذیب

ماہرین کا خیال ہے کہ دنیا میں سب سے پہلی تہذیب سمیری تہذیب ہے۔ آج سے تقریباً 4000 ق۔ م یہ تہذیب جنوبی عراق کے شمالی حصہ میں دنیا کے نقشے میں وجود میں آئی۔ یہ دنیا کی پہلی متمدن قوم تھی۔ رفتہ رفتہ اس تہذیب نے عراق کے اکثر علاقوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ انھوں نے دھاتوں کے استعمال اور دھاتوں کی صنعت میں ترقی کی۔ تانبے کا استعمال انھوں نے شروع کیا۔ "طل العبد" میں اس تہذیب کے قدیم نشانات موجود ہیں۔ اس تہذیب نے عراق کے شہر "ار" کو اپنا مرکز بنایا۔ سمیری تہذیب نے تصویر رسم الخط ایجاد کیا۔ ان کی ایجادات میں کیلنڈر نہایت اہمیت رکھتا ہے جس پر مزید اضافہ کر کے یہودیوں نے اس کیلنڈر کو بعد کے زمانے میں بھی استعمال کیا۔ یہ لوگ شیشے کا کام اور ہاتھی کے دانتوں سے مختلف اشیاء بناتے تھے۔ اینٹوں کی ایجاد کا سہرا بھی سمیری تہذیب کے سر جاتا ہے۔ مذہبی حوالے سے یہ دیوتاؤں کی پوجا کرتے تھے۔ ان کے حکمران ان کے دیوتا تصور کیے جاتے ہیں۔

مصری تہذیب

مصری تہذیب سمیری تہذیب کے بعد وجود میں آئی۔ اس تہذیب نے قدیم عظیم میں دریائے نیل کے کنارے اپنا مسکن بنایا۔ جہاں پر اس نے اپنا تہذیبیں سفر طے کیا۔ مصری تہذیب اس دور میں ترقی یافتہ تہذیب۔ اس تہذیب کی ثقافت اور تمدن سمیری تہذیب سے مختلف تھا۔ مصری تہذیب ایک وسیع مٹھے جس میں لیبیا، سامی مٹھ، مغربی ایشیا، سوڈان اور توبہ شامل تھا۔ اپنی وسعت پذیری کی وجہ سے یہ مختلف ثقافتوں کا مجموعہ تھی۔ مصری تہذیب میں فن تعمیر کو نہایت اہمیت حاصل رہی۔ انھوں نے اہرام مصر تعمیر کیے جو کہ دنیا کے تعمیر کی عجوبے ہیں ان کے بارے میں مختلف قسم کی باتیں مشہور ہیں۔ مذہبی حالت ناگفتہ بہ تھی۔ فراعنہ مصر نے عوام کو غلامی کی زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا۔ عوام کی کمائی دونوں ہاتھوں سے لوٹتے اور عوام کے سامنے خدا بن بیٹھے تھے۔ عوام کاشت کاری کرتے تھے اور اپنی ساری کمائی مختلف مدت میں حکمرانوں کے حوالے کر دیتے تھے۔ جب کاشت کاری سے فارغ ہوتے تو بادشاہ انہیں بیگار میں استعمال کرتے تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انھی فراعنہ مصر میں سے ایک کے سامنے علم جہاد بلند فرمایا تھا۔ مصریوں نے مورتیاں بنانے کے فن کو خوب ترقی دی۔ مورتی نے ان کی تہذیبی شخص کا مقام حاصل کر لیا۔

حتی تہذیب

سمیری اور مصری تہذیب کے بعد آریائی نسل کے گروہ انسانی نے بحیرہ کیسپین کے کنارے حتی تہذیب کا وجود عمل میں لایا۔ یہ شام سے تعلق رکھتے تھے۔ سب سے پہلے اناطولیہ میں پہنچے جہاں لوگوں کی زندگیوں میں بے پناہ ترقی دلائی۔ ان کو منظم اور مہذب کرنے کے بعد انھوں ایشیائے کوچک کا رخ کیا۔ یہاں انھوں نے ایک زبردست حکومت قائم کی۔ حقیقوں نے سمیری اور مصری تہذیبوں سے بھرپور استفادہ کیا اپنی تہذیب کو ایک ترقی یافتہ شکل میں لا کھڑا کیا۔ تاریخ سے یہ بات ثابت ہے کہ انھوں نے تانے، چاندی اور سیسے کی تجارت کو فروغ دیا۔ انھوں نے ہتھیاروں کا استعمال دنیا میں سب سے پہلے کیا۔ انھوں نے گھوڑوں اور ان کی رتھوں کو جنگوں کے لیے استعمال کیا۔ دنیا نے انھی کی تقلید میں جنگوں میں گھوڑے والی رتھوں کا استعمال شروع کیا۔

یونانی تہذیب

یونان ایک جزیرہ نما ہے۔ یہ جزیرہ بحیرہ روم کے شمالی حصے میں جنوب کی طرف باہر کی طرف نکلا ہوا ہے۔ یونان کا ساحل ایک جانب مشرقی یورپ سے ملا ہوا ہے۔ یوں یہ جزیرہ جہاں نما ہے۔ ۶۰۰۶۱ صدی قبل مسیح یہ جزیرہ وحشی باشندوں کا مسکن تھا۔ یہاں جب آریائی باشندے مقامی لوگوں سے ملے تو ان میں شائستگی پیدا ہوئی۔ یہاں سب سے پہلے مائیسینی تہذیب کے اثرات مرتب ہوئے۔ لیکن ڈورین جنگجوؤں نے پے در پے حملے کر کے ان تمام اثرات کو صاف یا کر دیا۔ یونانی تہذیب نے تجارتی اثرات کو وسعت دی۔ مختلف علاقوں سے انھوں نے تجارتی تعلقات پیدا کر لیے۔ ڈورین کی خونریزی کے بعد اہل یونان نے اپنے نشانہ ثانیہ کی اور پورے استحکام اور ہمت کے ساتھ آگے بڑھے تو انھوں نے اتنی ترقی کی کہ دنیا کی دیگر تہذیبوں کو پیچھے چھوڑ دیا۔ انھوں نے شہری ریاست قائم کی۔ اس تہذیب نے دنیا میں تصویر سازی اور مجسمہ سازی میں کمال حاصل کیا۔ اسی طرح فلسفہ اور سائنس اور اپنے جمالیاتی ذوق کی تسکین میں یونانیوں نے نہایت قابل قدر کارنامے سر انجام دیے۔ ان کی یہ کاوشیں یورپ کی مادی ترقی کا پیش خیمہ ثابت ہوئیں۔ مورخین نے اہل یونان کی کاوشوں کی بھرپور تحسین کی ہے۔

ایرانی تہذیب

ایرانی تہذیب کے پرورش اور پہنچنے کا مقام دراصل خلیج فارس سے ملحقہ علاقہ "علام" تھا۔ سمیری تہذیب کے ابتدائی دور سے ہی یہ علاقہ کافی مہذب تھا۔ ایران کو تہذیب کے حوالے سے نہایت اہمیت حاصل ہے۔ ایرانیوں کا دعویٰ تھا کہ یونان سے دنیا بھر میں پھیلنے والے علوم و فنون یونانیوں نے ایران سے لکھے تھے۔ ایران ایک زمانے میں دنیا کی سپر پاور روچکا ہے۔ عسکری حوالے سے بھی ایرانی تہذیب نے کافی شہرت حاصل کی۔ ایرانیوں نے اپنی ترقی کے زمانے میں ملک میں بڑی بڑی شاہراہیں تعمیر کیں۔ یہ شاہراہیں حالت امن میں ایران کی وسیع و عریض تجارت میں ممد و معاون ثابت ہو تھیں اور حالت جنگ میں جنگی اور عسکری مقاصد کے لیے استعمال ہوتیں۔ دور ترقی میں ایرانی سلطنت رومی سلطنت کی دیواروں تک جا پہنچیں اور خود قیصر روم کو ان سے مسلسل شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ ایرانی تہذیب یقیناً ایک زمانے میں بہت زیادہ علمی اور فلسفیانہ کاوشوں کی بدولت نہایت مشہور رہی۔ سکندر یونانی نے ایرانی تہذیب و ثقافت کو بے پناہ نقصان پہنچایا۔ اس نقصان کے باعث ایرانی کی حکمت و فلسفہ میں ناموری ختم ہو گئی۔ ایک زمانہ ایسا بھی آیا کہ ایرانی تہذیب میں بہت زیادہ خرافات اور برائیاں شامل ہو گئیں جو کہ انسانیت کے باعث شرم اور ندامت کا باعث ہیں۔ مردکی دور ایرانی تہذیب میں معاشرتی برائیوں کا شرمناک دور تھا۔ مزدک بادشاہ نے اپنی حقیقی بہن سے جنسی تعلقات قائم کرنے سے بھی گریز نہ کیا۔

ہندی تہذیب

دنیا کی تاریخ میں ہندوستان بہت قدیم متمدن ارضی ہے۔ ہندی تہذیب بھی دنیا کی تہذیبوں میں ایک خاص مقام رکھتی ہے۔ ہندوستان بہت بڑی آبادی کا علاقہ ہے۔ اس وجہ سے یہاں کئی تہذیبیں اور ثقافتیں بیک وقت پہنچ رہی ہیں اور ان کی تہذیب میں باہمی اختلاف بھی ہے۔ ہندوستان ابتدا میں افغانستان کا حصہ تھا۔ اس کے دو حصے تھے ایک کابل اور زابل۔ ہندوستان پر مختلف دور میں مختلف حملے آئے اور انھوں نے اپنے تہذیبی اور ثقافتی اثرات یہاں مرتب کیے۔ آریاں سے لے لیکر مسلمانوں تک کئی حملے آئے اور ہندوستان میں داخل ہوئے اور انھوں نے یہاں اپنا اقتدار قائم کیا۔ حکومت کے قیام کے بعد وہ مستقل طور پر یہاں رہائش پذیر ہو گئے۔ مقامی لوگوں کے ساتھ ادغام کی وجہ سے یہاں مختلف ادوار میں مختلف تبدیلیاں ہوئی ہیں اور مذہبی تصورات میں مختلف تبدیلیاں ہوتی رہیں جو دراصل ان حملوں کے نتیجے میں آتی رہیں۔

ہندی تہذیب کی مذہبی صورت حال کچھ اس طرح رہی ہے۔ سب سے پہلے ہندوستان میں آریاؤں کے عقائد رائج رہے۔ ان کے عقائد کے مطابق ویدوں کو بنیادی اہمیت حاصل تھی اور وہ توحید کا عقیدہ رکھتے ہوئے الٰہیوں کی پوجا کرتے تھے۔ لیکن مرور زمانہ کے ساتھ ساتھ جب مذہبی جمود کا زمانہ آیا تو ویدوں کی تشریحات پس منظر میں چلی گئیں اور برہمن خدائی کے منصب پر براجمان ہو گئے۔ اخلاقی حالات اس قدر خراب ہو گئے کہ اب دیوتوں اور دیوتیوں کا دور آیا اور ان کی پوجا شروع ہو گئی۔ اس اخلاقی کمزوری نے یہاں تک پستی اختیار کر لی کہ مندروں میں بنگے مردوں اور عورتوں کی دیوتیاں بنے لگیں اور مردوزن ان کی پوجا پاٹ میں مصروف ہوئے۔ ہندی تہذیب میں پھر بدھ مت کا دور آیا تو لوگوں نے ان کی تعلیمات کی طرف توجہ دی اور ان کے نظریات کو تیزی سے قبول کرنا شروع کیا۔ لیکن جیسے ہی راجپوتوں کا اقتدار آیا تو انھوں نے بدھ مت کو ختم کرنے کی بھرپور کوشش کی۔ اب دوبارہ بدھ مت پرستی کا دور لوٹ آیا۔ حتیٰ کہ مواحد بودھوں نے بھی دوبارہ بدھ مت پرستی کو اپنا دین ایمان بنالیا۔ ملک کے کونے کونے میں بتوں اور مورتیوں کی پوجا شروع ہو گئی۔ اسلامی تہذیب کے اثرات نے برصغیر میں پھر توحید کی شمع روشن کی اور آبادی کا ایک بہت بڑا حصہ اسلامی عقائد کی طرف راغب ہو گیا۔ ہندی تہذیب کے نظام معاشرت پر نگاہ دوڑائی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ بودھ تو مساوات انسانی کے قائل تھے لیکن ہندو مت میں گروہ بندی اور ذات پات کا نظام نافذ تھا۔ راجپوتوں کے دور میں جب بودھوں کو شکست ہوئی تو ہندوستان مکمل طور پر طبقاتی تقسیم کا شکار ہو گیا۔ ہندوؤں میں لائقہ اذاتیں اور فرقے سامنے آئے۔ بعض مورخین نے لکھا ہے کہ ایک زمانے میں ہندوستان میں ہندوؤں کے بیالیس فرقے موجود تھے۔ ذاتوں کا حال یہ تھا کہ البیرونی نے ہندوؤں کی چار مشہور ذاتوں کا ذکر کیا ہے جن میں ان کا معاشرہ منقسم تھا۔

رومی تہذیب

رومی تہذیب دنیا میں ایک طاقتور تہذیب کے طور پر سامنے آئی۔ رومی تہذیب نے اپنے دور کی سب سے بڑی حکومت قائم کی جو دنیا میں تین براعظموں پر مشتمل تھی۔ رومی اپنے آپ کو دنیا کی مہذب ترین قوم سمجھتے تھے۔ یہاں پر کچھ نہ کچھ علمی کاوشیں عمل میں آئیں۔ انھوں نے دنیا سے بہت کچھ سیکھا اور دنیا کو بہت کچھ سکھایا۔ لیکن مذہبی اور خدائی حوالے سے اس تہذیب کی حالت بھی دوسری تہذیبوں کی مانند ہی تھی۔ یہ یونانیوں سے متاثر تھے۔ انھوں نے دنیا کی دیگر تہذیبوں کے ملاپ سے نئے اصول و ضوابط بنائے۔ اس تہذیب کے غلبے اور تکبر کو اسلام نے آکر توڑا۔ خلیفہ ثانی حضرت عمر ابن خطاب کے زمانے سے ہی روم اسلامی حملوں کی زد میں تھا لیکن یہاں پر مسلمانوں کی اصل حکومت عثمانی کے زمانے میں عمل آئی جب روم کا پایا تخت قسطنطنیہ بھی ان سے چھین لیا گیا۔ اس کے علاوہ بھی دنیا میں چند اور تہذیبیں موجود تھیں۔ ان میں سے بزنطینی تہذیب بھی شامل ہے۔ اس تہذیب نے بھی مختلف تہذیبوں کے مقابلے میں اپنی الگ شناخت پیدا کی۔

قبل از اسلام تہذیبوں کی ابتر صورت حال: انسانیت کی پستی کی حقیقت

قبل از اسلام دنیا کی تہذیبیں انتہائی پستی کا شکار تھیں۔ ان تہذیبوں میں نہ صرف اخلاقی بلکہ سماجی، مذہبی، سیاسی اور معاشی طور پر بھی انسانوں کی زندگی کا کوئی مقصد یا معیار ضابطہ موجود نہیں تھا۔ انسانیت کی حالت بہت ہی خراب تھی اور ان معاشروں میں برائیوں کا غلبہ تھا۔ سب سے بڑی برائی جو ان تہذیبوں میں موجود تھی وہ شرک تھا۔ لوگ اللہ کی عبادت کی بجائے قدرتی مظاہر جیسے سورج، چاند، دریا، درخت اور بتوں کو معبود بنا لیتے تھے۔ اس دوران توحید کا تصور کہیں بھی نہیں تھا اور انسان اپنے خالق کی بجائے مخلوقات کو اپنا معبود سمجھتے تھے۔ جہالت ان تہذیبوں کا ایک اور سنگین مسئلہ تھا۔ انسانوں کی زندگی کا مقصد صرف نفس کی تسکین بن چکا تھا، اور جہالت کی وجہ سے اخلاقی اور علمی لحاظ سے انسان بہت پیچھے تھا۔ اس دور میں لوگوں نے اپنے رشتہ داروں کے تقدس کو بھی فراموش کر دیا تھا، اور دنیا میں صرف مادہ پرستی اور نفس پرستی کا غلبہ تھا۔ غلامی کا نظام بھی بہت وسیع تھا۔ حکمرانوں نے لوگوں کو اپنے اقتدار کی غلامی میں جکڑ رکھا تھا، جبکہ مذہب کے نام پر بھی لوگوں کو غلام بنایا گیا²³۔ اس کے علاوہ طاقتور طبقہ نفس کی غلامی میں مبتلا تھا، جو اپنی لذتوں کی تکمیل کے لیے اخلاقی حدود سے تجاوز کرتا تھا۔ دنیا کی بیشتر تہذیبوں میں طبقاتی تفریق بھی واضح تھی۔ کچھ طبقات خود کو دوسروں سے برتر سمجھتے تھے اور اس کی وجہ سے مساوات کا تصور کہیں بھی موجود نہیں تھا۔ مصر میں حکمرانوں نے خود کو خدا قرار دے رکھا تھا، اور ہندوستان میں برہمنوں کو ہر قسم کے حقوق حاصل تھے، جبکہ دیگر طبقات کو انسان نہیں سمجھا جاتا تھا۔ یورپ میں کالے انسانوں کو مکمل طور پر انسان نہیں سمجھا جاتا تھا۔ عورت کی حالت بھی بہت خراب تھی۔ مختلف تہذیبوں میں عورت کو صرف جنسی تسکین کا ذریعہ سمجھا جاتا تھا۔ اس کی سیاسی، سماجی اور اخلاقی حالت کو مسلسل نظر انداز کیا جاتا تھا۔ عرب میں بعض علاقوں میں لڑکیوں کو زندہ دفن کر دینا معمول تھا، اور ہندوستان میں بیوہ کو اپنے شوہر کے ساتھ جلا یا جاتا تھا۔ اس کے علاوہ عورتوں کو معاشرتی سطح پر دھتکارا جاتا تھا اور ان کے حقوق پامال کیے جاتے تھے۔ ان تمام برائیوں کا مجموعہ ایک ایسی اخلاقی پستی میں تبدیل ہو گیا تھا جس میں لوٹ مار، ڈاکہ زنی، شراب نوشی، جنسی زیادتی اور دیگر برائیاں عام تھیں۔ ان تہذیبوں میں اخلاقی حدود کا کوئی تصور باقی نہیں رہا تھا اور لوگوں کے درمیان فخر کے ساتھ برائیوں کا ارتکاب کیا جاتا تھا۔ اس تمام صورت حال میں کہیں بھی ایسا نظام یا ادارہ موجود نہیں تھا جو انصاف فراہم کرتا ہو۔ حکمران اور مذہبی رہنما اپنی مرضی سے فیصلے کرتے تھے، اور کمزور طبقے کے حقوق کی پامالی کی جاتی تھی۔ اس دور کی سماجی اور اخلاقی حالت اتنی ابتر تھی کہ اسے انسانی معاشرہ نہیں کہا جاسکتا تھا۔ اسلام کی آمد نے ان تمام برائیوں کا خاتمہ کیا اور انسانوں کو ایک نئی روشنی دی، جس میں توحید، عدل، مساوات اور انسانیت کی اہمیت تھی۔ اس نے ایک ایسا معاشرتی نظام قائم کیا جس میں حقوق کا تحفظ، انصاف کی فراہمی، اور اخلاقی معیاروں کی بلندی ممکن ہو سکی۔

اسلامی تہذیب اور اس کے عناصر ترکیبی

جب دنیا کی تہذیبیں اخلاقی پستی، غلامی اور انصاف کی کمی سے دوچار تھیں، اس وقت اسلام کی آمد نے ایک نئی روشنی دی اور اسلامی تہذیب کا آغاز ہوا۔ یہ تہذیب نہ صرف عقائد کی بنیاد پر استوار ہے بلکہ اس میں عبادات اور اخلاقی اصول بھی شامل ہیں، جو انسانی زندگی کو ایک نئے رخ پر لے آئی۔ اس کی بنیاد عقائد، عبادات، عدل، مساوات اور انسانی حقوق پر رکھی گئی ہے۔ اسلامی تہذیب کے اہم عناصر میں عقائد، عبادات اور معاشرتی اصلاح شامل ہیں۔ اسلامی عقائد کی بنیاد توحید، رسالت اور ایمان بالآخرت پر ہے۔ ان عقائد کے ذریعے انسانوں کی فکری اور اخلاقی اصلاح کی گئی، تاکہ وہ اپنی زندگی کو اللہ کے اصولوں کے مطابق گزار سکیں۔ عقیدہ توحید نے شرک کا خاتمہ کیا اور تمام انسانوں کو ایک خدا کی عبادت پر جمع کیا۔ اسلام میں عبادات بھی بہت اہمیت رکھتی ہیں اور ان کے ذریعے انسانوں کی روحانیت میں پیچیدگی آتی ہے۔ نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج جیسے ارکان نے مسلمانوں کو ایک ہی رنگ میں رنگا اور ان میں اتحاد پیدا کیا۔ عبادات کی یہ عبادتیں نہ صرف ایک فرد کی روحانی تطہیر کرتی ہیں بلکہ پورے معاشرے کی اخلاقی اصلاح بھی کرتی ہیں۔ اسلامی تہذیب کا مقصد انسانوں کی معاشرتی اصلاح ہے، جہاں انسان نہ صرف اپنی ذات کی اصلاح کرتا ہے بلکہ معاشرے کی فلاح کے لیے بھی کام کرتا ہے۔ اسلامی تہذیب میں انسانی جان، مال اور عزت کی حرمت بہت اہمیت رکھتی ہے، اور اس نے دنیا بھر میں عدل اور انصاف کا نظام قائم کیا۔ اسلامی معاشی نظام نے دولت کی منصفانہ تقسیم اور غربت کا خاتمہ کیا۔ اس نے ایک ایسا معاشی ماڈل پیش کیا جس سے ہر انسان کو معاشی حقوق ملے اور معاشرتی فرق کو کم کیا گیا۔ اسلامی تہذیب نے احترام انسانیت، معاشرتی ذمہ داریوں اور روحانی ترقی کی اہمیت کو اجاگر کیا، جس سے یہ تہذیب نہ صرف مسلمانوں بلکہ تمام انسانوں کے لیے ایک نمونہ بن گئی۔

اسلامی تہذیب و ثقافت اور سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

²³ مقدمہ سیرت النبی ﷺ، صفحہ 101، مکتبہ منہاج القرآن، سن اشاعت: 2005

جو لوگ اسلامی تہذیب کے ڈھانچے کو مکمل طور پر سمجھتے ہیں ان کے لیے تو یہ بات سمجھنے میں کسی قسم کی الجھن نہیں ہے کہ اسلامی تہذیب اور سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا باہمی کیا رشتہ ہے۔ البتہ جو لوگ اس رشتے کو نہیں سمجھتے ان کے ذہنوں میں ضرور یہ سوال پیدا ہوتا ہو گا کہ اسلامی تہذیب و ثقافت اور سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان کیا تعلق اور رشتہ ہے۔ لہذا ان کی الجھن کو ختم کرنے کے لیے اس سوال کا جواب بھی یہاں درج کیا جاتا ہے۔

اسلامی تہذیب جیسا کہ نام سے ظاہر ہے کہ اسلام سے علیحدہ کسی چیز کا نام نہیں ہے۔ اسلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت سے ہٹ کر کچھ نہیں ہے۔ اگر کسی چیز کے بارے میں یہ فیصلہ کرنا ہو کہ آیا یہ اسلام کے مطابق ہے یا خلاف اسلام تو دیکھا جاتا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اس بارے کیا کہتی ہے۔ اگر وہ چیز رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت سے مطابقت رکھتی ہے تو وہ عین اسلام ہے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کی مخالفت میں ہے تو وہ دین سے خارج ہے۔ اسی طرح رہن سہن، طرز زندگی، تمدن وغیرہ کا جو طریقہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے وہی اسلام ہے اور یہی اسلامی تہذیب ہے۔ گویا اسلامی تہذیب دراصل سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسرا نام ہے۔ یہ ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔ لہذا جہاں اسلامی تہذیب کے فضائل بیان کیے جاتے ہیں تو وہ دراصل سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی فضائل و کمالات ہیں۔ جب ہم اسلامی تہذیب کے دنیا پر اثرات کو بیان کرتے ہیں تو دراصل وہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اثرات ہوتے ہیں۔ ان دونوں کو باہم جدا نہ سمجھا جائے۔ کیونکہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر اسلامی تہذیب و ثقافت کا کوئی وجود نہیں۔²⁴

عالم اسلام اور اقوام عالم کے تہذیبی و ثقافتی مسائل کا حل سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں

دنیا آج مختلف تہذیبی و ثقافتی مسائل سے دوچار ہے، جن میں دہشت گردی، بے روزگاری، غربت، اخلاقی تنزلی، آبادی میں اضافہ، وسائل کی کمی، اور دیگر معاشرتی چیلنجز شامل ہیں۔ یہ تمام مسائل انسانیت کے لیے پیچیدہ مشکلات پیدا کر رہے ہیں۔ تاہم، ان مسائل کا حل سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں موجود ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت میں چند اہم پہلو ہیں جو ان مسائل کا حل پیش کرتے ہیں، اور ان پر عمل کر کے دنیا میں امن، رواداری، اور اخلاقی بہتری لائی جاسکتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سادگی کی کوئی نظیر نہیں ملتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی سادگی کے اصولوں کے تحت گزاری، چاہے وہ آپ کی خوراک ہو، رہائش، سواری یا لباس۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد ہمیشہ عوام کی فلاح و بہبود رہا، اور آپ نے وسائل کا رخ غریبوں کی مدد کی طرف موڑا۔ اگر دنیا آج سادگی اپنائے، تو فضول خرچی اور اسراف کا خاتمہ ہو سکتا ہے، جس سے غربت اور بے روزگاری پر قابو پایا جاسکتا ہے۔ دنیا میں موجود دہشت گردی اور انتہا پسندی کا سب سے بڑا سبب عدم برداشت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ رواداری کو اہمیت دی اور لوگوں کو ایک دوسرے کے عقائد اور نظریات کو برداشت کرنے کی تعلیم دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں بیٹھنے والے مدینہ کے ذریعے مختلف مذاہب اور ثقافتوں کے درمیان ہم آہنگی قائم کی۔ اگر دنیا رواداری کو اپنائے، تو انتہا پسندی اور دہشت گردی کا خاتمہ ممکن ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سیرت میں مکالمہ اور افہام و تفہیم کو ترجیح دی۔ آپ نے مختلف قوموں اور گروپوں سے بات چیت کی، جیسے صلح حدیبیہ کے موقع پر کفار مکہ کے ساتھ بات چیت کی اور نجران کے عیسائیوں سے بھی مکالمہ کیا۔ آج کے دور میں دنیا کو بھی اپنے مسائل کو حل کرنے کے لیے مکالمے کا راستہ اختیار کرنا چاہیے، تاکہ مختلف ثقافتوں اور مذاہب کے درمیان افہام و تفہیم ہو سکے۔ دنیا کے بیشتر مسائل اس وجہ سے ہیں کہ لوگ دوسروں کا احتساب تو چاہتے ہیں لیکن خود کا احتساب نہیں کرتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود احتسابی کی اہمیت پر زور دیا اور اپنے آپ کو اپنے ماننے والوں کے سامنے جواب دہ بنایا۔ اگر ہر فرد اور حکومت اپنے اعمال کا جائزہ لے اور خود احتسابی کے اصول اپنائے، تو دنیا میں انصاف قائم ہو سکتا ہے۔ اگر دنیا سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ان تعلیمات پر عمل کرے، تو تمام تہذیبی و ثقافتی مسائل کا حل ممکن ہے اور انسانیت کے لیے امن، خوشحالی اور اخلاقی بہتری کا راستہ کھل سکتا ہے۔

عالم اسلام اور اسوہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم: مسائل اور حل

عالم اسلام دو بڑے طبقوں میں تقسیم ہے: ایک اعلیٰ طبقہ جو امر اور حکمرانوں پر مشتمل ہے، اور دوسرا عوام الناس اور متوسط طبقہ۔ حکمران طبقہ مغربی تہذیب و تمدن سے متاثر ہو کر اسلام سے عملی لا تعلق ہو چکا ہے، جبکہ عوام غربت، جہالت اور معاشی مشکلات کا شکار ہیں۔ اسلامی معاشرت میں درپیش مسائل میں قیادت کا فقدان، فرقہ واریت، دہشت گردی، غربت، بدکرداری، نفاق، اور نا انصافی جیسے اہم مسائل شامل ہیں۔ ان مسائل کا حل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت میں موجود ہے، بشرطیکہ مسلمان ان تعلیمات کو اپنے عملی زندگی میں اپنائیں۔ مسلمانوں کو ان اہم خصوصیات کو فروغ دینا ہو گا جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کی بنیاد پر ہیں، جیسے کہ عقائد کی چٹنگی، اتحاد و بھائی چارہ، قرآن سے رہنمائی، عدلیہ کے نظام کی اصلاح، اسلامی معاشی نظام کا نفاذ، جدید علوم کا حصول، حسن ظن اور دیانت داری۔ یہ تمام

²⁴ صفی الرحمن مبارکپوری، الر حیق المختوم، دار السلام، 2011، ص 64

خصوصیات امت مسلمہ کو مشکلات سے نکلنے اور عالمی سطح پر اپنے کھوئے ہوئے مقام کو دوبارہ حاصل کرنے میں مدد فراہم کریں گی۔ آج ہمیں اپنی پوزیشن کو بہتر بنانے کے لئے اسوہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مشعل راہ بنانا ہو گا تاکہ مسلمانوں کا اجتماعی مقام بلند ہو سکے اور دنیا میں امن، انصاف، اور خوشحالی کی فضا قائم ہو۔²⁵

نتائج

- حضرت محمد ﷺ کی نبوت نے عرب معاشرت و تہذیب کو نئی زندگی دی۔
- جاہلیت کے اخلاقی، سماجی، اور ثقافتی انحطاط کا خاتمہ کیا۔
- آپ ﷺ نے ایک ہمہ گیر نظام زندگی فراہم کیا جس نے معاشرت میں تبدیلی لائی۔
- ظلم، جاہلیت کی عصبیت، عورتوں کی تذلیل، بچیوں کا قتل، اور شراب نوشی کے خلاف مضبوط موقف۔
- فرد کی ذاتی اصلاح کو سماجی اصلاحات سے جوڑا۔
- اخلاقی قدروں کی بالادستی قائم کی، معاشرت میں عدل و مساوات کا آغاز کیا۔
- جاہلیت کے رسوم و رواج کو اخلاقی اصولوں کے تحت ڈھال کر انہیں نئی زندگی دی۔
- اسلامی ثقافت نے عالمی سطح پر تہذیبی و ثقافتی تبدیلیوں کا آغاز کیا۔
- اسلامی تہذیب کا ماڈل عدل، علم، امن، فلاح، اور انسانیت کے احترام پر مبنی تھا۔
- مدینہ کی ریاست میں اس ماڈل کا عملی نفاذ، جو دنیا کے مختلف حصوں تک پھیل گیا۔
- سیرت نبوی ﷺ کی تعلیمات آج بھی انسانیت کے لیے رہنمائی کا ذریعہ ہیں۔
- عدل، مساوات، علم، اور انسانیت کے حقوق کا احترام آج کے معاشرتی مسائل کے حل کے لیے اہم ہے۔
- سیرت نبوی ﷺ کی تہذیبی رہنمائی پوری انسانیت کے لیے مثالی ماڈل ہے۔
- حضرت محمد ﷺ کی سیرت ایک روحانی اور تہذیبی ماڈل کے طور پر سامنے آتی ہے۔
- آپ ﷺ کے ذریعے پیش کردہ نظام نے انسانی معاشرت کو بہتر بنانے کے لیے جو اصول فراہم کیے، ان کی اہمیت آج بھی برقرار ہے۔
- سیرت نبوی ﷺ انسانیت کی فلاح اور ترقی کے لیے ایک لازوال رہنمائی فراہم کرتی ہیں۔

سفارشات

- آج کے دور میں اخلاقی و سماجی اصلاحات کی ضرورت ہے۔ سیرت نبوی ﷺ کی روشنی میں عدل، مساوات، اور انسانیت کے حقوق کے تحفظ کے لیے اقدامات کیے جائیں۔
- اسلامی تہذیب کے مثبت پہلوؤں کو دنیا کے سامنے لانے کے لیے عالمی سطح پر میڈیا اور ثقافتی اداروں کے ذریعے آگاہی مہم چلائی جائے۔
- سیرت نبوی ﷺ کی معاشی عدل، شفافیت، اور سیاسی اصولوں کو موجودہ معاشی و سیاسی نظام میں شامل کرنے کے لیے عملی اقدامات کیے جائیں۔
- سیرت نبوی ﷺ کی روشنی میں خاندانی نظام کی اہمیت کو اجاگر کیا جائے، تاکہ معاشرتی استحکام اور انسانی تعلقات کو بہتر بنایا جاسکے۔
- سیرت نبوی ﷺ کی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے مختلف قوموں اور مذاہب کے درمیان پر امن اور تعاونی تعلقات قائم کیے جائیں۔
- سیرت نبوی ﷺ کے ذریعے انسانیت کی خدمت، تعاون اور بھائی چارے کے پیغام کو فروغ دیا جائے تاکہ عالمی سطح پر امن قائم ہو۔
- سیرت نبوی ﷺ کے اثرات کو جدید دور کے تقاضوں اور چیلنجز کے مطابق تجزیہ کر کے ان پر عمل درآمد کی حکمت عملی تیار کی جائے۔
- اسلامی تہذیب کے خوبصورت پہلو جیسے عدل، علم، انسانیت اور فلاح کو عالمی سطح پر اجاگر کرنے کے لیے ثقافتی پروگرامز اور کانفرنسز کا انعقاد کیا جائے۔

²⁵ ابو زہرہ، تارکھ اسلام، دار المعارف، 1999، ص 245

Abu Zahra, Tareekh-e-Islam, Dar Al-Ma'arif, 1999, p. 245.

خلاصہ

اس مطالعہ کا مقصد سیرت نبوی ﷺ کے تہذیبی و ثقافتی اثرات اور ان کی بنیاد پر ہونے والی تشکیل نو کا تجزیہ کرنا ہے۔ حضرت محمد ﷺ کی حیات مبارکہ ایک جامع نظام زندگی کی عکاسی کرتی ہے، جس نے نہ صرف عرب معاشرتی و ثقافتی نظام کی اصلاح کی بلکہ دنیا بھر میں انسانیت کے لیے ایک نیا فکری اور اخلاقی ماڈل فراہم کیا۔ جب آپ ﷺ کی بعثت ہوئی، عرب معاشرہ شدید اخلاقی و ثقافتی زوال کا شکار تھا۔ جاہلیت کی رسومات، ظلم و جبر، اور سماجی عدم مساوات نے معاشرتی اور تہذیبی نظام کو متاثر کیا تھا۔ حضرت محمد ﷺ نے اپنی نبوت کے ذریعے اس معاشرتی بحران کا خاتمہ کیا، اور اخلاقی و تہذیبی اقدار کی بنیاد پر ایک نئی تہذیب کی تشکیل کی۔ آپ ﷺ کی تعلیمات نے انسانیت کو عدل، مساوات، روحانیت، اور احترام انسانیت کی اہمیت سکھائی۔ سیرت نبوی ﷺ نے فرد کی اصلاح سے لے کر پورے معاشرے کی تشکیل نو تک کا سفر طے کیا، جس کا اثر نہ صرف عرب بلکہ دنیا بھر کی ثقافتوں اور تمدنوں پر گہرا پڑا۔ اس تجزیہ میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ حضرت محمد ﷺ کی تعلیمات نے کس طرح جاہلیت کی سطح اور ظلم کو ختم کر کے ایک جدید، متوازن، اور انسانی حقوق کی محافظ تہذیب کی بنیاد رکھی۔ اسلامی تہذیب کی یہ تشکیل ایک ہمہ گیر نظام تھا جس کی روشنی میں مدینہ کی مختصر ریاست نے فلاحی معاشرتی نظام قائم کیا، جو بہت جلد پورے عالم میں پھیل گیا۔ سیرت نبوی ﷺ کی تعلیمات آج بھی انسانیت کے لیے ایک مکمل اور جامع رہنمائی فراہم کرتی ہیں، اور ان پر عمل کر کے موجودہ دور میں بھی اخلاقی و ثقافتی اصلاحات کی جاسکتی ہیں۔

مصادر و مراجع

1. قرآن کریم
2. بخاری، محمد بن اسماعیل۔ الجامع الصحیح (صحیح بخاری)۔ بیروت: دار طوق النجاة، 1987
3. مسلم، حجاج بن مسلم۔ الجامع الصحیح (صحیح مسلم)۔ بیروت: دار احیاء التراث العربی، 2006
4. ابوداؤد، سلیمان بن الاشعث۔ سنن ابی داؤد۔ بیروت: دار الکتب العلمیہ، 2008
5. ترمذی، محمد بن عیسیٰ۔ سنن الترمذی۔ ریاض: دار السلام، 2010
6. احمد بن حنبل، امام۔ المسند۔ بیروت: دار الفکر، 2001
7. ابن ہشام، عبد الملک۔ السیرۃ النبویہ (سیرت ابن ہشام)۔ لاہور: قدیمی کتب خانہ، 2003
8. ابن سعد، محمد بن سعد۔ الطبقات الکبریٰ۔ بیروت: دار صادر، 1998
9. مبارکپوری، صفی الرحمن۔ الریح المختوم۔ ریاض: دار السلام، 2011
10. طاہر القادری، محمد۔ مقدمہ سیرت النبی ﷺ۔ لاہور: منہاج القرآن پبلیکیشنز، 2005
11. منصور پوری، قاضی سلیمان۔ رحمت للعالمین۔ لاہور: دار السلام، 2010
12. ابن خلدون، عبد الرحمن۔ المقدمة۔ بیروت: دار الفکر، 2000
13. ابن قیم الجوزیہ۔ زاد المعاد فی ہدی خیر العباد۔ بیروت: دار ابن الجوزی، 2006
14. ابن کثیر، عماد الدین۔ البدایہ والنہایہ۔ لاہور: الفیصل ناشران، 2015
15. ندوی، عبد السلام۔ اسوۂ صحابہ۔ لاہور: دار القدر پبلشرز، 2017
16. ندوی، عبد السلام۔ سیرت النبی۔ لاہور: مکتبہ رحمانیہ، 2018
17. ابوزہراء، محمد۔ تاریخ اسلام۔ قاہرہ: دار المعارف، 1999
18. حمید اللہ، محمد۔ خطبات بہاولپور۔ اسلام آباد: اسلامک ریسرچ انسٹیٹیوٹ، 1983
19. صولت، ثروت۔ ملت اسلامیہ کی مختصر تاریخ۔ لاہور: اسلامک پبلی کیشنز، 2010
20. انصاری، محمد رضا۔ اسلامی ریاست اور غیر مسلموں کے حقوق۔ لاہور: دار السلام، 2012
21. نعمانی، شبلی۔ سیرت النبی۔ اعظم گڑھ: دار المصنفین، 1997
22. الصلابی، علی محمد۔ السیرۃ النبویہ۔ بیروت: مکتبۃ الفرقان، 2010

23. ندوی، سید سلیمان۔ عرب و ہند کے تعلقات۔ اعظم گڑھ: دار المصنفین، 1984
24. آزاد، ابوالکلام۔ غبارِ خاطر۔ دہلی: ندوۃ المصنفین، 1982
25. حمید اللہ، محمد۔ عہد نبوی کی ریاست۔ اسلام آباد: اسلامک ریسرچ انسٹی ٹیوٹ، 1985

Bibliography

1. The Holy Quran.
2. Bukhari, Muhammad ibn Ismail. Al-Jami' al-Sahih (Sahih Bukhari). Beirut: Dar Tuq al-Najat, 1987.
3. Muslim, Hajjaj ibn Muslim. Al-Jami' al-Sahih (Sahih Muslim). Beirut: Dar Ihya al-Turath al-Arabi, 2006.
4. Abu Dawood, Sulaiman ibn al-Ash'ath. *Sunan Abi Dawood*. Beirut: Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, 2008.
5. Tirmidhi, Muhammad ibn Isa. Sunan al-Tirmidhi. Riyadh: Dar al-Salam, 2010.
6. Ahmad ibn Hanbal, Imam. Al-Musnad. Beirut: Dar al-Fikr, 2001.
7. Ibn Hisham, Abdul Malik. Al-Sirah al-Nabawiyyah (The Biography of the Prophet by Ibn Hisham). Lahore: Qadimi Kutub Khana, 2003.
8. Ibn Sa'd, Muhammad ibn Sa'd. Al-Tabaqat al-Kubra. Beirut: Dar Sader, 1998.
9. Mubarakpuri, Safi-ur-Rahman. Al-Raheeq al-Makhtum (The Sealed Nectar). Riyadh: Dar al-Salam, 2011.
10. Qadri, Muhammad Tahir. Muqaddimah Seerat al-Nabi (Introduction to the Prophet's Biography). Lahore: Minhaj-ul-Quran Publications, 2005.
11. Mansoorpuri, Qazi Suleman. Rahmat-ul-lil-Alameen (Mercy to the Worlds). Lahore: Dar al-Salam, 2010.
12. Ibn Khaldun, Abdur Rahman. Al-Muqaddimah (The Introduction). Beirut: Dar al-Fikr, 2000.
13. Ibn Qayyim al-Jawziyyah. Zad al-Ma'ad fi Hady Khayr al-Ibad (Provisions for the Hereafter in the Guidance of the Best Servant). Beirut: Dar Ibn al-Jawzi, 2006.
14. Ibn Kathir, Imad al-Din. Al-Bidaya wa'l-Nihaya (The Beginning and the End). Lahore: Al-Faisal Publishers, 2015.
15. Nadwi, Abdur Salam. Uswa-e-Sahaba (The Exemplary Lives of the Companions). Lahore: Dar al-Quds Publishers, 2017.
16. Nadwi, Abdur Salam. Seerat al-Nabi (The Biography of the Prophet). Lahore: Maktaba Rehmania, 2018.
17. Abu Zahra, Muhammad. Tarikh al-Islam (History of Islam). Cairo: Dar al-Ma'arif, 1999.
18. Hamidullah, Muhammad. Khutbat-e-Bahawalpur (The Bahawalpur Lectures). Islamabad: Islamic Research Institute, 1983.
19. Soulat, Sarwat. Mukhtasar Tareekh-e-Millat-e-Islamia (A Brief History of the Islamic Nation). Lahore: Islamic Publications, 2014.
20. Ansari, Muhammad Raza. Islami Riyasat aur Ghair Muslimon ke Huqooq (The Islamic State and the Rights of Non-Muslims). Lahore: Dar al-Salam, 2012.

21. Naumani, Shibli. Seerat al-Nabi (The Biography of the Prophet). Azamgarh: Dar al-Musanifeen, 1914.
22. Al-Salabi, Ali Muhammad. Al-Seerah al-Nabawiyyah (The Prophet's Biography). Beirut: Maktaba al-Furqan, 2010.
23. Nadwi, Syed Suleman. Arab wa Hind ke Talaqat (Arab-Indian Relations). Azamgarh: Dar al-Musanifeen, 1944.
24. Azad, Abul Kalam. Ghubar-e-Khatir (The Dust of Memories). Delhi: Nadwatul Musannifeen, 1952.
25. Hamidullah, Muhammad. Ahd-e-Nabawi ki Riyasat (The State of the Prophet's Era). Islamabad: Islamic Research Institute, 1985.